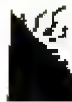


مجھے اپنے دل میں رکھنا

پاک سوسائٹی

نبیلہ ابرار راجہ

تہذیب و تمدن



نماز ختم ہونے کا اہموس ساہولہ اٹھ کر باہر آئی
جس نے خود نور سے باتو اٹھایا سنی رہا رہا ہے
تھے اس نے ایک لکھ آسٹن کو کھانا جس پر نعلی اپنی
ڈائریں گھروائیں جاری تھیں ہوا کے نور سے عظیم
لوہر جاس کے در فتنہ کے کپے مسلسل مل رہے تھے
زور و تارخی تھا تھا ماسودن ایک کھلے میں لو گھنے
کی تیار کی کر مایا تہ مقید وہ پے کے پے میں غلہ کا
چراستہ پر سکون لکھ تھا تھا

عقل نے زور دار چلی لی اور لای کے پس میں ملی تھی
جو بڑے بار بار خود سے بھول کاستی سن رہی تھیں
"آج بھی یہی خندہی تم نے عصر کی نمازی فکر کی
میں نے لا تھن بار تھلے کرے کا روٹا نہ بھلیا کر
ہست کر کی خندہی جس شاید انہوں نے کو بھر کے
لے لکھ اٹھا کر اسے دیکھا اور خاموشی انداز میں
سرداش کی تو اسے طرح شرمندہ ہو گئی اور اسی وقت
دھڑکے چلی گئی۔

مطلب کی نماز کے ساتھ عصر کی تھا اتفاق ادا کر کے
بھی اس کی شرمندگی کہن ہوئی تو بخت سے چلی تھی مگر
الہ سے خورا" تو اذ سے کر اسے نیچے لایا۔

"منہ اس وقت بخت پہ نہ جایا کہ ہر اچھا بھائی
روح اسے لکھنے پہ لوٹ رہی ہوئی ہے۔" انہوں
نے اس کے سامنے روپ سے لکھ جاتے ہوئے لکھ
منہ کے چرسے بچھن اور چوٹی کا نہیں حکم جمع تھا
چوٹی کا ایک لٹا جس ہو با سے مای دور میں داخل ہو
رہی تھی۔ کھلے تو اسے نظر لکھ کے ٹولے سے نور
سے نہ بکھی بھی نہیں تھیں انہیں لگا وقت صحت تیزی

ستونوں والے کھلے برآمدے میں کھڑے
ہوئے اور آج بخت سے توانا ہے جین بھی ایک بے نام
ی اور اسی نے اس کے پورے وجود کا احاطہ کیا ہوا تھا
تخت پھینک دیا دھوپ پوری حوٹی میں پھیلی ہوئی تھی
گھنڈہ گری تک سے بے نیاز کسی تخت جھلکا رہے
دلی لوہل رہی تھی ہر طرف ہو کا لٹھلاری تھا۔

اس کی باتو سر چھایا جاس کے کھتے ہلکے نیچے
دھوپ سے فک کر سر سید اڑے پڑی تھیں سفید رنگ
کاموٹا سا اس کا نام اس کے کپے نہ دھنکا لکھ سے
منہ لے لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
سے اندر آ گیا تھا جاس کی شدت سے وہ بار بار اپنی کسی
فک پر لکھ رہا تھا منہ نے اس کے کھلے پے
والے کھل کھتے ہر تن میں آڈہ پائی ہر اور پھر وہ
پہ کھے میں آئی اس کی آنکھوں میں اب خندہ اتر گئی
کھل منہ منہ بند ہوئی تھی کھلی آنکھوں کو اس
نے کھلی کے ہند سے پہ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
تھے۔

اس نے سامنے والے کمرے کے بند دروازے کو
دیکھا اس کی لٹا اور بخت کے منہ پر عصر کی نماز
پڑھنے کے بعد سو رہی تھیں وہ بھی اپنے کمرے میں آ
گئی باہر کے کھلے میں اندر کر مئی کا احساس نہ ہونے
کے برابر تھا اس منہ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
ہستہ کر مئی کی ہند منہ کے بعد وہ بے خبری کی خندہ سو
رہی تھی۔

اس کی آنکھ بہت دور کے بعد کھلی جب اس کے
پاس سیپا پڑھنے والے بچے آپکے تھے اسے عصر کی

سکھل ہاتھوں

بعد پیدا ہوئی تب سے اب تک لاٹھری کے حالات کا
انت کر رہا تھا کیلاور مہلوں کی طرح تو بدی گزاری۔
شوہر کی وفات کے بعد کسی نے انہیں رخصت
کیڑوں میں نہیں دکھانے کی ہیل ہیٹل انکھیں
سرسے سے عیون لب سرخی سے خلی اور بل انکھ
ایکے سے نظر آئے۔ لیے پاؤں کی کس کر پٹیا دئے

سے گزرا ہے حذاع نے کھلی جلدی تہ کاٹھ قہل لیا
قہل

لاٹھری کے چند لکوں میں کھنے لگیں انہوں
نے پڑی کھن زندگی گزری تھی میر آقا طویل
وہ وحید کی تھی تب کس جا کر تھائی نصیب ہوئی تھی
نہم عمری میں شادی ہوئی اور جس برس کی عمر میں ہوئی
نہی نصیب میں تھی متاع ان کے شوہر کی وفات سے۔



دوبت مانتے تھک اولیٰوں پر آرزو سے بے نیاز ہو چکی تھیں۔ لکھنؤ والے لکھن کے گروہ کی جنگی حکمت پر لکھن کی بے پناہ عزت کرتے تھے ان کے مسرور ہوئے و عقب دار زمیندار تھے انہوں نے قلعہ بہت زور سے بنا کر دیا کہ ان کے چھوٹے بیٹے اسچہ سے شادی کر لے جو نہراہی سا تھا اور اصل گھر کی عزت گھر میں رہنے کے قائل تھے پر قلعہ نے اسی گھر میں رہنے کو ترجیح دے کر اسچہ کے ساتھ شادی سے انکار کر دیا تھک ہار کر وہ خاصوش ہو گئے یہاں تک کہ قلعہ کے باہر میں چاندی کے تار چھٹکے گئے اب لوگوں کے سر بھی اس دنیا میں نہیں رہے تھے یہاں اس گھر میں حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے دیوانے اسچہ اور مندر کے ساتھ اسی رہ رہی تھیں۔

اسچہ مست البت اپنے تپ میں تھیں انسان تھا زیادہ وقت گھر سے باہر نہ جاتا تھا تو مندر تھیں کر کے اسے کپڑے پہنے چائے پانی کوئی کہہ سکتا اسچہ چاہتا ہے بہت محبت تھی اہل کے بعد اس کا دم مندر کے لیے عیمت تھا۔ قلعہ کا کوئی اور امن یہاں نہیں تھا۔ صدر کا خانہ ان بھی مختصر رہا تھا۔ دے کر اسچہ ہی اب سب کچھ تھا بے شک وہ بھی اگل تھا مگر موتو تھا ہیں اس کی وجہ سے قلعہ نے بھی بہت بکڑی ہوئی تھی۔



ننھری جگہ تھی کے بعد طولی میدان سفید تھا اس کے آگے وکٹوں کا سلسلہ تھا سب سے پہلے قلعہ نیل رنگ تھا اس قلعہ لکھن کے عین سامنے سا تھا وہ رنگ تھوڑے سے لکڑے سے بنے تھے حریف میں قلعہ نیل رنگ ہے اس کا نام تھا اس کے بعد نوٹن بانی اور اس کے بعد آکر ام بانی کی دیکھیں تھیں جہاں چو تھیں میں سے بدو گھٹے میوڑے تک جتا تھا۔

خوب معلوم چھٹی کے بعد وہ جو بھی اسکول کے بعد جاتا تھا اس سے ملے کر لے لے کر اس بلٹی کی دیکھ لکھ کے عین سامنے حلقہ کس سے لپٹا ہوا تھا کہ ہو کر آیا

یہاں سلسلہ ملا سے ہو رہا تھا وہ تو اب حلقہ سے خوفزدہ رہنے لگی تھی اور اس جنگی دھن کے باہر لپٹے اور وہ حلقہ کے ساتھ کھڑا تھا اس سے انکار تھا۔ کچھ کر رہے تھے اور وہ لکھن کی تھوڑی دیکھ کر دی جاتی تھی خیر تھوڑے اچھے جاتے تھے ان میں کسی جانشین اشارے بازی کی جاتی۔

جن دوا سے دیکھن کے باہر نظر نہیں آیا تو وہ بھی کہ جن چھوٹ گئی تھیں وہاں تک بول کے جن کی طرف ماضی ہو گیا اب تو لپٹ اس کے ہر سام سے گوا چھوٹے لکھن کے اندر بھی دیکھن کے اندر سے اہل آئے حسب عادت ٹیپ ریکارڈ کی گوازا ہوئی کر دی گئی مندر نے گھر اگر چاہر کو لپٹ کر وہ مضبوطی سے لپٹ لیا اور تیر تیر قدم اٹھاتے گئی۔

آپل خور اسچہ لپٹ لیا

بے چارے لپٹ لیا تھی اس کے چھپے قدم اٹھانے لگا اس کے دوست بھی اس کے ساتھ تھے۔

تیر تیر تھیں مشہور ہیں تم سے بات تک کرنا کوا برا نہیں کر تھیں۔ "حلقہ کا ایک دوست اسے ملنے کے لیے قصد کر رہی تھی اور اس پر لاؤ وہ ہنسنے لگا۔

جو تھی بڑا بڑی کا ممکن نظر آیا حلقہ اور اس کے دوست دیکھ کر بھیگی طرف لپٹ گئے حلقہ نے گھر پہنچنے ہی بہت ایک طرف رکھا اور ہار پائی پر گر گئی۔

اہل اندر تھیں وگرنہ وہ اس کھوٹے چرواہے اور بھلاڑی کا رنگہ کچھ کر پٹن ہوا جانی سمجھ رہے تھے بڑی دھن پھر اتھ کر لپٹی بالی تھیں قلعہ سے خارج ہو کر آئیں اور روزانہ کی طرح خود اس کے لیے کھانا لکھی کچ سلوا کے ساتھ اس کی پانے یہ والی دینے کی چکی بھی تھیں دل چاہا اس کے علاوہ تھے کہ اس نے بے حلقہ کے ساتھ چہ تھے ذہر ہار کے اور بدتن ایک طرف کر چلے۔ اب کیا ہو گا کچھ ایک سوال اس کے کان میں چکر رہا تھا اسے حلقہ کی خوش دیکھی بالی بھی اچھی تھیں لگی اگر اس کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوئی تو اسے خوشی کے پھولے نہ سنی کیونکہ حلقہ اثر و رسوخ والا

مروت شکل میں اچھا اور مل سوا لینے کا فن پانے والا تھا کہ اس سے بالکل متاثر نہیں ہونے والا اس کے ہوش سنبھالنے کے بعد اس کے کالوں میں یہ بات ڈال دی تھی کہ تم عزت والے باپ کی بیٹی ہو کیسے میرا مروت بھگتا۔

منار عمر کے ایسے دوست تھے جنہیں ہر جگہ جتنے انکھوں کو پہنچتی تھی وہ ہر سہ پہلے کی ٹیڑھ والی کی آڑھوں میں ہم جوتے کے ساتھ بھی عمر کے اسی جیسے گزری تھی جو عمر کی آدھ میں شمار ہوتا ہے۔ منار کی ایک عادت تھی کہ وہ جلدی کسی سے فری نہیں ہوتی تھی بسکول میں بھی اس کی کوئی ایسی سہیلی نہیں تھی جسے وہ دانا دار اور بہتر سے دوست کھالے کا حق حاصل ہو سکے میں بھی وہ کسی کے گھر نہیں جاتی تھی فاطمہ نے اس کی پرورش ہی اس ہاؤس میں کی تھی کہ وہ اپنے آپ سے باہر نہیں نکلتی تھی اماں کے بعد عیال اسے بہتر سے رفتی سنوں ہوتی۔ علقہ کی حرکتوں نے اسے مایوس کر کے رکھ دیا تھا اماں سے بھی وہ اس موضوع پر بات کرنے کی ہمت نہیں پاتی تھی اب خود ہی اندر اندر کھل رہی تھی ہمرنگی اور برہنہ اس کے چہرے سے صاف عیسوی کی جاکتی تھی اس کا چہرہ تو چلی کتب کی مانند تھا ایک ایک لفظ صاف پر صاف جاکتا تھا۔

"یار حلقہ چھڑاؤں ختم ہونے کو جس پور تم ابھی تک اس لڑکی کو نہیں چاہتے ہو۔" رخصتم نے اسے کھپا خیرت دانی فرماتے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔ "کچھ شکار بہت زیادہ ہو گئے ہیں لہذا کہ بندے کو تھکا دیتے ہیں مگر ایسے مشکل شکار کو کھانے کا حظ ہی کچھ عور ہو گا ہے۔" علقہ نے اپنی ایک آنکھ داکر کہا "وہیے حالہ تمہارا یا یہ شکار ابھی پوری طرح جوان نہیں ہوا ہے۔"

"رخصتم رنگ کے پودوں کو صلا ہے ان کا میں بڑا پسند کرتا ہوں کھتی ہوئی کٹی کسی ہوئی ہے اس

کی خوشبو آتی ہوئی ہے تم نے بھی گلاب کے پودوں کو دیکھا ہے اگر دیکھا ہے تو یہ بات بھی علم میں ہوئی کہ لہذا کی مرہیز نہیں ہلا پ۔" علقہ نے کئی کئی بار پوری گنتی میں اب بھی کیا رہیوں میں سے اکثر لکھیاں بونچ کر پیچھے کھینچیں نہیں کیا تھیں کہ اس علقہ سے مجھے کتنی سستی بخیر ہوئی ہے۔" بولتے بولتے اس کا کون سا رنگ لکھتا رہا کہ کھنکھائی میں جا کھڑا ہوا۔ بعد نظر پھینکوں ایک پر پہنچی علقہ کی جاگہ دکھائی دے رہی تھی وہ کچھ دیر میں کھڑا ہوا ہر جگہ سے درختوں کے پتوں کو لکھتا رہا پھر علقہ کی سانس لے کر پلٹ آیا۔

"یار علقہ میں تو چھٹنگ سے بھی بچ گیا ہوں زیادہ تو لاکھ لڑکے ہوتے ہیں تو تو یہیں من کر نہیں ہی دھوکہ دیتے ہیں سوچا تھا تمہارے لکھوں اگر خوب انچوائے کریں گے مگر سنا تو۔" اس نے علقہ کی سانس بھر تھی بات اور عورتی چہرہ زردی مگر علقہ ہلکی اس اور عورتی بات کا مطلب جان گیا۔

"چلو کیا یاد کرو گے کون سی راتیں زمین کے دیرے پہ کچ روات تمہاری انچوائے سنٹ کا کھل ملایں مہیا کر لیاں گا۔" علقہ نے سینے پہ ہاتھ راتے ہوئے کہا۔ "میں زور پایا جان کی طرف سے تو توڑی پریشانی پہنچے تو اپنی خواتین میں وہ خود بھی کوئی لالہ خط نہیں رہے مگر نہیں پہنچے سے ہیں کچ کل گئے ہاویں کہ میرے دو واقعات ان کے کھول تک پہنچے ہیں مگر انہوں نے کہا کچھ نہیں خالص برقرار ہے ابھی تک اس لیے میرا اندازہ ہے کہ کچھ نہیں وہ میرے لیے کوئی پریشانی نہیں پہنچا کریں گے۔"

"ہاں تم سے میں پوری طرح حلق ہوں مگر ابھی انچوائے کرنے کا زندگی سے خوشی کشید کرنے کا حق ہے یہ کوئی نکتہ یہ پھر کہیں آئے گا بھاپے میں تو ہم ایسا کرنے سے رہے۔" رخصتم پر جوش ادا میں اپنے خیالات کا اظہار کر رہا تھا۔

قلم جلد کھاتے ہیں با اثر علامہ ان کا لکھا شاعر کے کلام میں اور تعلیم قوائے قزاق سے ایک خوب صورت لڑکی مل سکتی تھی پھر اس نے میرا ہی انتھک نہیں کیا۔ ہاتھ اسے انھیں میں ڈال دی تھی اور کسی کو زبردستی اٹھا کر دی تھی۔ یہی چیز اس کے کپے ہاتھ کو پریشان کر دی تھی وہ آخر کیا کرے کسی کو تائے کہ اس کے بیٹے سے بوجھ بٹ جائے۔

"ابن ٹھیک ہے اب اس کے سوا میرا کون ہے جس میں سب کچھ پتلوں کی اور خود منہ کے کھلے کھلیں گی۔" وہ خود سے بول رہی تھی۔ پھر وہی جلی تو از خود روئے روئے کیجے میں اس نے سلواؤ اتھار لیں کے گوش گزار کر دیا۔ یہ خاموشی سے جہنم گوش رہیں انھیں کے سر میں چار بار اس کے چہرے کا چہرہ لے کر اس کی بچال کو چاہتا تھا وہ بہت سی اسباب خاموشی اور کئی کئی طرح سے ہلکے کئی سوچ میں رہیں پھر انھیں کراپے کرے میں ملتی تھیں چار لورڈ کہہ کر وہی جلی لگتی۔

حرفی ہاں ہوں تو ان کی بات مزاح کہہ رہے تھے مگر بگڑے بیٹے کے بارے میں کوئی کچھ کہیے براشت کر سکتے تھے جوتے کچھ صاحب سے مل آگئے۔

"حادثہ کیا ہوا ان میں ہے چلو ہاں بیٹے ہیں اگر صوبہ مستی میں آکر اس نے کوئی ایسی دیکھی شرارت کر لی ہے تو کیا یہ اس عمر میں سب ایسی شرارتیں کرتے ہیں پھر حلد جو اتنا آگے پہنچا تو اس میں تسلی ہی نہیں کی مرضی بھی شامل ہو کی عورت اگر ٹھیک ہو تو وہ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا پہلی حلد میں نہیں بلکہ تیسری۔" انہوں نے بات اور جلدی پھر زور دیا کہ ان کا مطلب، ٹھیک سمجھ گئی وہ خود غصے کے عالم میں پہلی سے غصے۔ مارا الزام ان کی منصوبہ بندی کے مرتکب تھا کہ کیسے ان لڑکیوں کو حلد قصور وار ہے انہوں نے تو اسے نہ لے کی ہوا تک سے بھی بچا کر رکھا تھا جو عزت برحق سے انہوں نے سنبھل سنبھل کر رہی تھی وہ جنہوں میں سے تار تار ہو کر رہی تھی اگر حلد قصور وار ہوتی تو ہرگز انہیں اس قصے کی ہوا نہ لگتی۔

تو حلد اعلیٰ معیار پر اسے نظر نہیں آتا تو اس کے سینے سے ایک سکون غری سانس خارج ہوئی وہ جلدی جلدی قدم اٹھا کر بکریوں والے کتوں کے پاس پہنچی تو اس کا دل اچھل کر مٹ گیا اس نے کہا حلد آگے کتوں کی منظر پر بیٹھا سکر رہا تھا۔ موٹھوں کو تکتا ہوا اس کے دانت تھیں جانتا ہوا تھا۔

"تم مجھ سے بات چلی ہو اتنی اچھی کہ خولی کی رہت نہ لے کوئی چاہتا ہے۔" اسے غور دیکھتے ہوئے وہ غور سے سمجھ رہا تھا۔

"ابھی میرے گھر تو ہیں بڑی ہاں کل تیسری اب اس کا ذکر کر رہی تھیں کہ کتنی دلوں سے اس میں نہیں دیکھا ہے بلکہ تار کی شدائی بھی ملے ہو گئی ہے سب کچھ اس دلوں کو لینا ہے تیسرا زود محبت ملے بھی سب ضرور آتا میں انتظار کروں گا یا اگر تم چاہو تو میں تمہیں گاؤں سے باہر گھمڑے لے دوں گا۔" حلد کو بھی گا۔ "تو حلد کا لہجہ زانو زانو ہی بدلے ہوئے تھا اسے غصے غصے گفت کے اس کی ذرا تپ حلد کے گل سرخ ہو کر رہ گئے۔

"پہلے میرے واسے سے" اس کا لہجہ اچھا سے مادی تھا۔

"صرف ایک بار کہیں سکون سے لی نہیں تو پھر جیسے ریٹ نہیں کہیں گا وہ کہہ لو گی میں پھر یوں نہیں ہو گا صرف نہیں دیکھنے کے لیے کچھ دوسرے لہجے لگتا ہوں وہ میں خوار ہو گا ہوں" حلد کا انداز ایسا تھا کہ حلد کا دل تذبذب میں پڑ گیا۔

"ایک بار ملو گی۔" نہ چاہتے تھے بھی اس کا سر اٹھاتا میں مل گیا حلد اس کے راستے سے ہٹ گیا حلد کو جانتے تھے کہ اس کے لمبوں پہ سخی خیزی شکر انتھک لہجہ رہی تھی۔

تو اسے ہاتھ بھڑک نہیں تھی اس سے نظریہ کر رہت تھیں کے قول پھر جلی خلتے میں رکھ لگی۔ گزشتہ واقعات ایک ایک کر کے اس کے ذہن میں آ رہے تھے کہ سوال بدل حلد کو بے قرار ہے سکون کر رہے تھے اسے حلد سے ملنے کا وعدہ کرنے کے بعد اس میں جرم ہو رہا تھا کہ اسے یہی نہیں کرنا چاہیے

خلاف توقع امجد رنج مرنے ہی تھا اور صلیب اس کے آگے کھٹار رکھ رہی تھی اب بھی اس کی آنکھوں میں آنسو چمک رہے تھے ایسے ہی آنسو غلام کی آنکھوں میں بھی تھے امجد کھانا چھوڑ کر فن دلوں کو دیکھنے لگا غلام نے سیدہ اعتبار مندر کو چنا لیا اس کا نازک وجود ہوسنا ہوئے بل راہ تھا۔

"اے کہتے ہیں تیساری بیٹی ٹھیک نہیں ہے اس کی مرضی سے حلقہ میں اتنی ہمت آتی ہے مہلا میری مندر ایسی کیسے ہو سکتی ہے۔ مجھے کیا ضرورت تھی فن کے پاس جلسہ کی غوریں کا، تجھ سامنے ہے اس کے دل باپ بھی ملکہ کی شکایت لے کر گئے تھے جس کے نتیجے میں انہوں نے ملکوں کی پوری پوری سزا بھی سب سے کچھ چھوڑ چھا کر گاؤں پر رہنا پڑا بدنامی لگ ہوئی ہے۔ نہیں امارے ساتھ کیا ہو گا۔" غلام بہت عرصے بعد ہوا در وہی شخص امجد کے ذہن میں غلام کے بھلے نقش ہو کر رہ گیا تھا بار بار دہرائے لگا۔

مہلا میری مندر ایسی کیسے ہو سکتی ہے۔" اس نے ذہن سے گویا سوال کیا اس عالم میں وہ کیسے سے بھی ناگہن نہیں لگ رہا تھا کسی ناگہن امجد جو تکی روانہ ہو گیا اب حالہ کی ہا دستی کر داخل دوازے کے باہر حلقہ اپنے دو دوستوں کے ساتھ دھکی کر باہر اٹھ کر باقاعدہ امجد اندر جا دھند اس پر چل پڑا "میری مندر ایسی کیسے ہو سکتی ہے" اسے روک دے ہوئے جو ایک ہی جھرم پڑا وہ تھا اس عالم میں اس میں بے پناہ عظمت آگئی تھی۔ حلقہ اس ناگہانی پناہ میں آگیا اس کے دوست ششدر تھے اسے جس نوکروں نے شور مچا دیا کہ ناگہن امجد حلقہ پر حملہ آور ہو گیا ہے حلقہ کی دل دروند تکی بھاگتی ہوئی بیٹھ آئیں جو بددی منصور کے کانوں تک بھی شور مچا تو ان کا بدائی خون دہش میں آگیا ایک معمولی توی کے ہاتھ ان کے پیچھے کے گردیاں تک کیسے پیچھے ایک پاگل کی یہ جرات کہ ان کے اٹلی خون کو یوں بے عزت کرے انہوں نے دیوار کے ساتھ لگی اپنی رائفل اتاری جو پہلے ہی لٹا تھی۔ لومر حلقہ اب اس ناگہانی آفت سے متنبہ چکا تھا اس وقت امجد اس کے دوستوں کی

نوکران پر قابو دلوان امجد کے ساتھ باقی کسر ملک منصور کی چھائی گھٹائی نے پوری کردی توڑی وہ خوشی کے بعد وہ سناکت ہو گیا تو ملک صاحب نے علم پاکہ اسے اس کے گھر چھوڑ دیا۔ اس کی تلاش گھر پہنچے سے پہلے اس کی موت کی خبر غلام تک پہنچی تھی۔ غلام ایک ایک کونے میں ڈری سہمی بیٹھیں ہوئی تھی۔ غلام کا کلیجہ امجد کی لاش کو دیکھ کر شق ہو گیا تھا اگر انہیں علم ہو گا کہ ان کی زبان سے نکلے ایک جملے کے زیر اثر امجد نے کر کر کے گاندو راہی بے پردگی سے مارا جائے گا تو وہ بھی یہ لفظ زبان سے نہ نکالتیں مگر اب کیا ہو سکتا تھا جس امجد کو وہ زندگی بحریم پاکہ تصور کر رہی تھی نہ جانے کس وقت وہ شخص اسے گھر لے بیٹھا۔

توڑی دور کے بعد لوگ ان کے گھر جمع ہونا شروع ہو گئے سب ہی اس المیہ کی موت سے خوفزدہ تھے۔ امجد ایک بے ضرر عورت تھی کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتی وہ غمگین لوگ مست ملک سا ادنیٰ تھا اپنے آپ میں گمن رہا اس کا یوں بے پردگی سے مارا جانا ان سب سے برداشت نہیں ہو رہا تھا سب اپنی اپنی دلیاں چل رہے تھے بڑے ملک کو آتے دیکھ کر خاموش ہو گئے غلام کے پاس آکر دیکھ گئے۔

"مجھے امجد کی موت سے بہت افسوس ہے۔" غلام کے برعکس کیسے ہی افسوس کا رتی بھر شائبہ نہ تھا۔ "یہ اپنی غلطی سے مارا گیا ہے مہلا اسے ملک حلقہ ہاتھ اٹھانے کی کیا ضرورت تھی خود چوٹی کی طرح سر لگیا اب اس بات کو بے جا تو اس میں تمہاری ہی بصری ہے خاص طور پر تمہاری بیٹی کی سبب ہم تو بدی ہو چکے ہیں جتنا بھی مشکل ہو جائے گا لوگ غلطی تھی مجھے ملے ملے تمہاری عزت امجد کیسے گم ہو چکی ہے کہ لومر کے کفن و دفن کے علم آگیا ہے۔" انہوں نے ہرے ہرے لڑکوں کی گفنی کاغذ کی طرف بھٹک دینے کے انداز میں برحالی مکرانوں نے رقم لینے کے لیے ہاتھ تگے صبر پر حلقہ نے ملک مختار نے روپے دیے ان کے پاس رہے اور رخصت ہو گئے ملکوں کے گھر کی عورتیں بھی صبر سے کہنے لگی تھیں۔

نکل میں اس کے اتھول ہوئے ورنے تھے اگلے سال
مگر کسی کے ساتھ اس نے فائینکشن کے میدان میں اڑنا
تھا۔ وقت خود اسے سیامت میں حصہ لینے کا شوق نہیں
تھا مگر اس کے دادا اور والد زبردستی اسے مجبور کر دے
تھے۔ حراس کے بارے میں کچھ پوری سی تھے جس کی سوا بھنی
تک اس نے کسی کو نہیں کہنے دی تھی۔ احمد کے
پالیسویں صوف فاطمہ نے اچھی دماغ درست وار دے کر اپنی کھال
راہ چھوڑا۔ احمد کی موت کا کھانا تو بہت تھا کہ جس میں
اس دقت اپنے شوہر کے ساتھ کسے کے لیے تیار ہو

قاضیہ فاطمہ کی خاطر دلوں میں جس قدر کی شادی
 ایک گھنٹے پہلے بلور گھر لے کر آئی تھی وہی
 کے بعد قاضیہ شوہر کے ساتھ واپس چلی گئی تھی۔
 براہیم سرکاری نوکری کرتے تھے ساتھ ہی چلا ہوا
 کاہن کا بیٹا ملازم تھا خاندانے ایک ہی بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں
 جن میں بیٹا اسماعیل اور دو بیٹیاں تھیں اسماعیل
 کے نقص قدم پہ چلے ہوئے زمین پر کی تعلیم حاصل
 کرنے کے بعد فلاں چاہ کر رہی تھی اس سے پہلے
 دو سالہ دو سالہ میں ماسٹر کر رہی تھی ان کا یہ چھوٹا
 سا گھر ان کو قرض اور پر سکون زندگی گزار رہا تھا اس
 دور میں ایک بہت چنی چنی تھی۔ قاضیہ کو اس
 سوٹ کی اطلاع ملی تو انہیں دیکھ کے ساتھ ساتھ بھی آیا
 کہ فاطمہ نے اکیلے ہی سب کچھ بڑا بہت کر لیا اور
 نہیں نہیں بتایا۔ وہ مذی سے آگے گئے کا سفر طے
 کرنے کے بعد گاڑی بھی اچھی چلی تھی اور وہی
 اور ہی تھی کہ فاطمہ نے انہیں یہی بات بھی نہیں
 کی۔ سوچی سمجھی انکو نہ الی مصلحت کو انہوں نے کئے
 کہ براہیم بلور اسٹار سے بیٹھا تھا۔

میں نے اپنی اس بات کو سنا دیا تھا کہ میں نے اپنے
 کے لئے یہ دعا شریعت میں ایک سے ایک اچھا لکھا ہے
 میں کہیں کہیں کرتے ہی تھا کہ میرے پاس بھیج دیا میں
 خود اس کا واسطہ کر اس کی کہیں اور ایسا ہے کہ انہوں نے
 شہر کی طرف تائید طلب کیا، انہوں نے کہا تو انہوں
 نے شکست میں سر ہل دیا۔

”اگر پہلا کہیں نہیں ملے گا، تو اسے بھی اس کے کام میں لے آؤ۔“ انہوں نے کہا۔ ”یہ بھی سناؤ کہ میرا ہاتھ پھیر دینے والے کو کیا فائدہ ہوگا؟ کوئی مشکل اور بھی آسان نہ ہوگی۔“

میں نے اس کی سوجھی رہی تھی کہ وہ سویرا ہیاس کرتے
ہی تھا۔ اسے پاس شہر فتح پولی کی ایک بڑھ لکھ کر اپنے
پاؤں پر لٹکائی ہو چلے۔ "یرا ہیمنے" بھی میں کی ہیں
نہیں اور اٹھنے کے بعد اور ذرا ایم کے لیے انہوں نے
بڑے کمرے میں بہتر لکھایا چنگے۔ ان کو کمرہ کڑھائی پولی
چلاور بھائی اور اس کے ساتھ کا کتیر دھاروت کے
کھانے کی بھی چل کر سرسٹھ لٹائی ساتھ ٹنٹی دوائے
چالو تیار کر کے متاع منے نہ نہ کر کے کے بیچو دھن کا
باجھ ڈالو دینے میں دھاروتی سولہ سالہ تھیں۔ اس کی
اسی عمر میں بھی کلم کچ کی عادت تھی۔ برواشت میں
ہوئی کہ وہ لکھن کا باجھ پانچواں تھی عمر پانچ سالہ کلم
کو بھی باجھ نہ لکھتے۔ تیس میں "ہم صرف رشتہائی
وہیں نہ تھیں۔ اس کی عمر خوش ہوئی۔ "کلم کچ کی
مکمل برواشت ہو گئی۔ انہوں میں عید پول کے ہزار
سے چکر لگتے۔



حضرت ابراہیم علیہ السلام نے میری بات کا براہ کسر نہیں کیا تو میں نے فاطمہ سے مشعل کے بدلے میں کہی۔ ”اے فاطمہ! ان سے دھیمی گواز میں چھٹبہ ہو گیا تو وہ حیران سے ہو گئے۔“

۱۵۔ گھر سے کون کی بات۔

وہی کہ میرنگ کے بعد متعلقہ جامو سے ہلے آجائے اور کراچ میں واقعہ نے آپ انکار مت کیجئے گا۔ خاتمہ میری غلط فہمی، زاہد سے اس دنیا میں میری آپ کے بعد واحد رشتہ دار اور متعلقہ اس کی بیٹی ہے لائق اور پر مصروف کی شریعت۔

ہر ایک کیس کی باغی میں کر دی ہو جیسے میں لود کم کوئی غیر
ہر تم نے کیسے سوچ لیا کہ جسے برا لگے گا یا میں انکار
کسوں کا ارشاد اور بدوشہ میری بیڑیاں ہیں اسی طرح

منزل بھی سر سے لیے بغیوں کی طرح سے اس کے سر
 پہ ثوباب کا سیلہ بھی نہیں ہے میرے لیے تو یہ فخری
 بات ہے کہ منزل کے سر پہ ہاتھ رکھوں۔ "تو جیسے
 ترم لے کر مجھ سے لے تو ظاہر کے سارے اہمیت خربے
 پتلا خیرے ناز چھوڑ گئے۔



حلقہ دو لہروں ہاتھ کر کے باندھے مسلسل غل رہا تھا
 رستم اور سجاد اس کی لپٹ رانیت سے نکل آ گئے تھے
 قز قلہن کے سلاخ استخوانی ہو رہے تھے بڑھاپی
 خاک ہو رہی تھی استخوان کا عجم لہو کرنے کے لیے
 دوسری سرگرمیوں پہ زور تھا۔ کئی کھار رستم میں اس
 لڑکی کو چھو لہوں گا نہیں دو کچھ کمروں کا گہ یاد کرے گی
 کہ تک مجھ سے بچے کی بھی نہ بھی ہاتھ تو آنے کی
 اس گھر سے اٹھنا میرے لیے مسئلہ نہیں ہے میں
 ذرا یہ امجد والا معاملہ دب جائے پھر اس منزل کی متالی
 کو دیکھیں گے۔ "و خیانت سے ہنسا پائی دوست بھی
 مسکراتے ہوئے۔

"آج رات میں نے رانی کی کو بلایا ہے تیرا کھوتو
 ضرور ملو گے غائب کا سراپا ہے۔" خالد نے تعریف
 کی تو ان کا شکیا تو وہ چند ہو گیا۔

منزل کا سینئر شریک رہا تھا جو ان کے بچوں سے کہا
 کہ وہ ڈھکی تھکی کی مسافت تھا غلط پریشان تھیں
 کہ کیسے اس مسئلے کا حل نکالیں اگر چھوٹی کوئی گھر اور
 دیگر کاموں کی وہ کو بھلی کرے تو والا ہو تو انہیں اتنی فکر
 نہ ہوتی لب وہ ایک عالمی جان اور سو کھینچے ایسے
 وقت میں درپن نے ان کی مشکل تسلی کی اور کہا کہ
 جب تک منزل کے استخوان ختم نہیں ہو سکتے ان کے
 گھر اور بیسٹوں کی وہ کو بھلی کرے گا وہاں طبیعتوں سے
 منزل کو چھوڑنے اور لینے جائیں ان کی اپنی بیٹی کا بھی
 بھلا ہو جائے گا جو منزل کے ساتھ ہی استخوان دیتے جا
 رہی تھی۔ لاری لڑے۔ وہ یگینہ اور نائیکے گھر سے
 دہتے تھے جن کے پاس اپنی گنتوں میں غلہ ان کے لیے
 شہر ہا کوئی مسئلہ نہ تھا۔ مشکل تو منزل جیسی لڑکیوں

کے لیے تھی جن کے سر پہ نہ باب کا سیلہ تھا نہ جانی
 بلکہ وہاں دور۔ پرچے کا انیم لہجے تھا غلط معلول سے
 جلدی اٹھ جائیں تاکہ وقت پہ شہر پہنچا جاسکے منزل
 کے قریب پر پتہ غلط ہوئے تو انہوں نے اطمینان کا
 راسخ لیا۔ اب بس وزارت کا انتظار تھا انہیں معلول
 کے کام میں گئی رہیں اور منزل اپنی وحشت تاک
 سوزوں کے حصار میں مقید رہتی۔ رات سوئے ہوئے
 خواب میں بھی چاہا امجد کا خواہ سے بے چین کیے رکھا
 نکلتی ہے وہی سے ان خاموشی نے انہیں موت کے
 دیانے پہنچا تھا حالانکہ چاہا امجد کتنے معصوم اور بے
 ضرر تھے۔ وہ راجھی باگل تھے جو تک طلبہ ہاتھ اٹھانے
 کی جرات کی اگر ہوش مند ہوتے تو ایسی حرکت کیوں
 کرتے اور نہ یوں اپنی جان سے جاتے منزل کے دل
 میں ملکوں کے لیے بہت غصہ تھا لوں کے ساتھ اکثر وہ
 اس کا اعتبار بھی کر جاتی تو وہ اسے چپ کر دیتیں۔



یہ کمرہ یہ نکلیا یہ بھوکوں بھوڑے کا تصور بھی اس
 کے لیے سہانہ دھند تھا۔ لہنے اسے کہہ دیا تھا کہ وہ
 اپنی ضرورت کی چیزیں رکھ لے تو وہ فائن لوہا ابراہیم کو
 اطلاع کر لی ہیں تاکہ ان کے لیے جائیں۔ منزل کا
 وزارت آئے قز آٹھویں اور ذوالقادر مسلسل اٹھ دوڑ
 سے وہ اسے یہی بات کہہ رہی تھیں۔ شہر میں کیسے نہ
 جانے کے لیے ملک خالد بہت پار کر لے والی تھیں اپنی
 نکلیاں بھی ان کی طرح مختار اور محبت کرنے والی تھیں
 یہی حال ابراہیم چلو کا تھا کہ انہوں کو چھوڑ کر کیسے
 جائے گی؟ قز کل بھی ایک سولہ اس کے ذہن کے
 لہلہ خالوں میں بدور شہر جا رہا تھا۔

ابراہیم خواہ سے خود لینے آئے تو خالد نے پہلی بار
 امجد کی موت کی حقیقت اور خالد کے بارے میں سچی
 ان کے ساتھ رکھی۔ اوڑنی اتنی خیریں انہیں بھی ملی
 تھیں مگر وہ اپنی کم ہوشی کو وجہ سے غلاموں سے لب
 خاطر نے بذات خود انہیں انتظار کرتے ہوئے جب
 بات انہیں جانی تو وہ پر سکون ہو گئے۔ وہ پتہ لگا ہوا

سرک تیرا ساتھ ان ملائی کی بے بسی نہیں غم نہ لیے
میں جھو کر گئی۔

اجملہ میں نہ اگر چاہو تو یہ معاملہ طاقت کے
ذریعے بھی حل ہو سکتا ہے میرے دوست کا بیانیہ پس
سروس میں ہے اثر و رسوخ والا میں اس سے بہت
کمال تو وہ گاؤں کے تھاں میں تعینات تھیں اور سے
بہت کرے گا کہ ملواری میں یہاں نہ کر سکے۔

”نہیں بھائی بھائی اندازاً یہاں مت کریں یہ ملک
خاندان والے تو کل رعایت کریں کسٹومی ہیں یہاں
کا اقتدار ان کی منگی میں ہے میں ممبر کر رہی ہوں اور
سارا معاملہ لٹھ چھوڑنا ہے نہ جو کرے گا ہنترے
گا میں جلدی طرف سے ریجن میں بھی تکراب جب
منار کسپ کے ساتھ جاری ہے تو مجھے یہ فکر بھی نہیں
دیتی ہے اب ہر طرح سے اس کا خیال رکھنا اس کے
پولے میرے پاس آپ کے لیے دعا میں ہیں۔“ وہ
احسن حلقے کے جذبیت سے منقلب تھیں۔

شریک کا اہل منار لے روئی آنکھوں اردو کیجے
دل کے ساتھ لے گیا۔ سب بہت اچھے طریقے سے
لے گا۔ اسے انجینئر کا احساس نہ ہو۔

روشانے نے کل میں داخلے کے وقت اس کی بڑی
ہو کی۔ داخلہ فارم پر کرنے سے ملے کر میں جمع
کرانے تک وہ اس کے ساتھ رہی۔ روشانہ نے قہری
اس کے لیے گھر سے قریب تر کل چٹا جو پھلکی کے
میدان میں اپنا ایک میاں رکھا تھا۔ مضامین منتخب
کرنے میں بھی روشانہ نے اس کی مدد کی۔ جس روز
کل میں اس کا فرسٹ ڈے تھا روشانہ اس کے ساتھ
گئی تاکہ اس کی جگہ جھک تم ہو سکے اور وہ سیتھڑکی
شرارتوں سے بھی محفوظ رہ سکے۔



ترج چھٹی تھی قلم الفرو خانہ گھر ہی تھے منار
بھی قریب سے سو کر اٹھی تاکہ اگلے دن کوئی بھی دوس
بے سے پہلے نہیں اٹھا تھا۔ منار تھوڑا دھوکہ دیا بھی بگن
میں آگئی جال و لالہ تھیں قلم خانہ قلم خانہ

ٹھٹھ کے بارے میں بدایات سے روئی تھیں ۳۰
جو جاؤ ڈانٹک بل میں سب وہاں ہیں۔ ۳۰ سے ۳۰
کھینچے دیکھ کر انہوں نے محبت سے ٹوکا تو وہ قلم خانہ
میں ان کی طرح خلع فانی بھی اسے کسی کام کی
نہیں لگنے والی تھی انہیں اس کی اور ارشاد میں
ہاں کسی بڑے بھائی میں کی طرح قلم خانہ
روشانہ تو اسے بہت چاہتی تھی۔ اس کی اور اس
کے برعکس وہ خاص باتیں اور دیکھتی تھی اس
منار بھی اسے بہت پسند کرتی تھی۔ یہ بے بسی
آنے کے بعد وہ ہر ممکن طور پر اسے اپنی دوسری
کوششیں کرتی تاکہ وہ خود کو غیرت لگے اور اس
کوششوں کی بدولت ہی منار بہت جلدی
ایڑھنے ہوئی تھی اب وہ سب کے ساتھ
ہوئی جاری تھی کھٹک کا خیال نہ لے گا کہ
والے ہیں روشانہ کے ساتھ ٹھٹھ کے لئے
پولے سکائی آج کل وہ منار کو کاپیٹر چاہتا تھا
تھی براہِ رُوح اسے ایک نئی ڈش سکائی اس
پنڈی میں اس کے قلم خانہ کے اب فرسٹ ڈے
انتھان ہوئے والے تھے وہ رواہ وقت پڑنے میں
رہتی روشانہ ہستی کہ ”تم نے تو انہیں ملانے
تصور کر لیا ہے تو یہاں نہیں بھی حرام کی ہوئی
وہ اس دھوکے سے مسترا دیتی۔ خوب دل لگا کر اس
قلم خانہ لے لے۔

کل اردو کے لیے وہ قلم خانہ
ان سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا تو انہیں
اس کیل سے کہے گئے۔ وہ فوراً ”خیرین کے گھر
آئے اور خود ساتھ اسے لگایا۔ جھوٹے آئے
سے ڈیوول بدایات اسے کر لیا۔ گئے اگر
مسلط نہ ہو گا تو وہ بھی قلم خانہ سے ملنے
تھی پھر ابراہیم بھی کراچی گئے تھے چلے
گھر کی ذمہ داری اس کی تھی۔ قلم خانہ
کرتے تھے ان لے میں اور اسے چنے سے
رکھ منار کو بھی سکون کا احساس ہوا۔ یہ وہ
کا کر اتر گئے کوئی گاؤں اور والدہ قلم خانہ میں

طرف سے گھروس کے ساتھ یوں کاٹھا اور ٹھیکسی اسٹیڈ تھا چند دیکھتے ہی غلوں تو رہے تھے غلوں کی اہم سفر کیس بھی دکھائی نہ دے رہی تھی نہ جانے کس کو کس کی طرف متعلق نے ایک بار پھر کوئی سے مرنے لگا کر دیکھا جانے اسے نہیں کھانگی تھی یا تھکن۔ متعلق کو تو اس کا ہم تک پہنچنے کا موقع نہ ملا خود اپنے بارے میں ہی بتائی رہی۔ نرین پہل صرف چند ہفتوں کے لیے رہی تھی مگر اب کبھی سمجھ نہ پلا تھا نرین پر غور کی ہوئی تھی اسی سبب لڑکی بھی نہیں لہتی تھی اب اس کے ساتھ کے تمام مسافر باہر تھا کہ وہ تھے کچھ نیچے اتر گئے تھے تاکہ نرین کی روٹا بھی بند نہ پڑے کاسبب معلوم کر سکیں۔ پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے دائیں طرف سے جیسے نمودار ہوئیں نرین کا سارا اٹھنا باہر نکل آیا۔ مگر کھن پہ اٹھنا ہوا کہ نرین کے سبب مسافر نرین کے اندر ہی اپنی اپنی جگہ موجود رہیں مگر کسی نے غور کی کوشش کی تو تنہا کاٹھا وار خود ہو گیا ہر طرف پوچھیں ہی ہوئیں پھیلی ہوئی تھی جن کی اپنی غری کی سہارا کی میں گویا پھل ہی پھلنے کی حالت کر ملتا تھا متعلق کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا اس نے سبب ڈھیل میں کیا اس پر چڑھیکہ اپنی گود میں رکھ لیا وہ اس کی مالک کے بدلے میں ہی سوچ رہی تھی جبکہ باقی تمام مسافر خطر اور تنہائی سے اپنے جگہوں پر جمے ہوئے تھے وہ اس وقت ان کے کنارے ٹھٹھ میں گھس گھس کر آگے آگے ہوا اسے میں کھڑا رہا جبکہ دو سرائے اور آریوں مسافروں کے سامان کو الٹ چلت کر کچھ رہا تھا متعلق ان کے حلقہ میں آواز سے خائف ہی ہوئی۔ سو سوٹ کس کو لڑکوں کو نکلے یا کس تک کو نکل رہے تھے پھر جیسے ہی اس کی نگاہ متعلق کے گوشہ کے رخ پر پڑی کہ وہ تنہا ہی سے اس پر چھپا ہوا تھا پھر میں تک کا سارا متعلق باہر تھا اسے جو کچھ چاہیے تھا لڑکے کا تھا۔

اسے ہم ہسپتال کے پاس لے جاتے وقت تم ہے
میں وہ کھڑا کوئے کرتا آہوں۔ "تمہارا مسافر میں
خوف کی اس دردناک جگہ مندرجہ کیا تھوڑی سی

ہائے کان بھی آئینہ میں ہے اسے واپس دہرا
 ہر مہرین جہاں کا گھر نے غار کو اس کے آگے کی
 طالع دی۔ روا گئی کے وقت ہر شہ کی طرح وہ بہت
 لباس کی قطرہ بڑھتی ہے اپنے آئینہ چھپا داتی تھیں
 اسے نور انیشیا پہ چھوڑنے انھیں اور زمین رول
 کے ساتھ کچھ بڑھ رہا کہ اس پر دم گھٹا رہیں۔ منہ
 کو اب تک وہ نظر آتی رہیں وہ ہاتھ ہلائی رہی آہستہ
 آہستہ زمین سب چلتے چھپاتے منظر اور جہوں کو پیچھے

اگلے ایشیئین سے ایک چاروی سی لڑکی اس کی
 ایک غریب اس کی گود میں گھس گھس کر لٹا ہوا بچہ بھی
 ہوا ہے اپنے حلقے اور سراپے سے وہ ہر کرایک بچے
 کو اپنا نہیں لگ رہی تھی متاع سے وہ خود ہی بے
 حلف ہو گئی کہ تکہ بولی میں موجود وہ سنی اور لڑکیوں
 نے اسے خاص لطف نہیں کرائی۔ چند ہی منٹ
 میں وہ لڑکی متاع سے اس کے بارے میں سب کچھ
 معلوم کر چکی تھی اپنے بارے میں کچھ پوچھنے کا اس نے
 اور ہی نہیں دیا خود متاع میں بھی بچہ غنی نہیں تھی
 کہ وہ سوال سے ان کے بارے میں کچھ معلوم کر سکے
 لی بہت باتیں — تھی متاع جیسے ہی اس سے
 اس کا نام پوچھنے کی کو مشت کر لی وہ لڑکی کو اور قصہ
 سنا دیتی۔ وہ یہ سوچ کر غلام فروش رہی کہ چہ سلت کھنے کا
 کراں ہم سڑکی بدولت اچھا کھاتے کھاتے کھاتے
 کھاتے نہ ہو تو لڑکی اسے اپنے سہلن کا وہ بیان
 کرتے کرتے کہ خود بھی از گئی وہ کہہ رہی تھی مجھے
 کھانک لگ رہی ہے کچھ کھانے کے لیے لاتی ہوں۔
 رکتے ہی چند اور مسافر بھی ان کی بولی میں چڑھ
 گئے متاع نے لڑکی کا ہاتھ اپنے قریب کھینچ لیا
 کی زبان کھلی ہوئی تھی اندر سے فیڈر اور چند
 بہت بہت دے تھے اس نے لڑکی کی لاپرواہی پر
 اس کو کہتے ہوئے ٹپک کی زب نہ کر دی۔

اس بارہ منسلک محترمہ کے متعلق نے جو نئی کمپنی سے
 ڈیٹا ملایا ہے اس میں تمام اہلکاروں اور رہنماؤں پر
 کے طور و نمونہ فراہم ہو رہی ہیں۔

[illegible]

میں نے اس پر بھی آمنا ہوا۔ "پورے ڈرامے میں
میں نے ڈرامہ نگار کو برا بھلا کہا اور اطلاع
میں لے کر آئی تھی۔" میں نے برا بھلا کہا ہے

میرا کار ہوا ہم ٹیکسی میں آیا کیا تھا جس کے پرچے بھی
 اڑ گئے تھے تاہم کوئی جلی تھیلوں میں ہوا ہے نہ کوئی
 کھانے سے پہلے ہی وہ انٹرکٹر انڈیکٹر منزل کا فون آگیا کہ وہ
 فی الحال اس پکڑی جاتے وہی ٹرکی سے پوچھ لے کر
 وہ صند کو ساتھ لے کر نکلے آمیلیٹی لٹل اس
 نے اپنی جی جیمس ہڈی کی۔

"تو کب سب کے ساتھ صاف جاتا تو تم دوست
 گرو کی کڑواہٹ میں لوٹ رہے کوئی عام معاملہ نہیں
 ہے کہ تم کچھ دے دلا کر بیچو تمہارا دکانہ شہر ہو گا کہ
 تھوڑی آگاہی گفٹ دلاؤ تھیلوں بھی کتابیں گے۔"
 جاتا ہے کہ وہ تھا جبکہ متاع مسلسل انکار کر رہی تھی
 اپنی صورت حال سے سہمتہ برائے کا اس نے تصور
 گتہ کیا تھا اس کا سوچ سونے ٹرکی پر اعلیٰ ہو رہا تھا کہ
 سب پوچھ رہے وہاں زمین سے چڑی نہیں پڑی ہو گی تو
 لالہ خرو کے ساتھ دیگر گھر والوں کا ایسا مل ہو رہا ہو گا
 لالہ اسے اپنے گھر پر ہینڈل کے سپرد کر دیا جس کی
 اس سہمتی جی ٹیکسی میں تھی۔

"لے جاؤ اسے تری سے بہت نہ بچو ترکیب قبر
 الہ۔" لالہ نے اسے لے جانے کا اشارہ کیا تو
 لالہ نے اس کی بھائی منجوبی سے قہار لی۔

"تو سب متاثر ہونے سے لگ رہا ہے کہ تمہارا پیہ
 ہا کیس ہے بی بی چچی اب رہی ہو اور وہی تھوڑی
 اس کی ہو ٹھانڈی تھی جاتا تو وہ اسے اس کی
 صاحبہ ڈا۔ انہی سنی کیٹن کریں گے وہ ڈاؤن کوئی
 آگے ہیں تمہارے جس مسئلہ حرم تو یہاں نہیں
 رہتے ہیں وہ کرا خاص میں سے جا کر اپنے طریقے
 کی پیش کرتے ہیں کرا خاص کا مطلب سمجھتی
 ہے انڈیا نے اس طریقے سے کرا خاص کا لفظ لیا کیا
 کہہ کر سب جانتی ہو گی۔"

"یہ جلی کیا تھی تمہاری کھراہٹ سے کہ اس
 میں کس انڈیا ہو اور اپنے اسے اس کی انڈیا کے
 کے میں ہے یہ بدنام ہیں اب بھی وقت ہے میں جاؤ
 دولت واد خرو کے پاس کے "لالہ نے ڈور لیا
 لالہ نے کہی۔

میں آپ کو کیسے نہیں دلاؤ گا کس نے کچھ نہیں
 کیا ہے میں چٹائی اپنی خانہ کس پاس رہتی ہوں اپنی ماں
 سے ملنے گئی ہوئی تھی کہ وہ اپنی میں وہ لڑکی میرے
 ساتھ ہم سفر تھی۔ لالہ کی قسم مجھے نہیں پتہ کہ وہ کون
 کی لڑکی رہت گئے ساتھ اس کا صنف ہے اگر
 مجھے پتہ ہو تو میں اس کا بیگ اپنی گود میں نہیں
 رکھتی۔" اس نے اپنی طرف سے مضبوط وکیل دی تو
 فرزندہ جتنے کی۔

"پتہ نہیں تو واقعی معصوم ہو اپنی رہتی ہو یہ نفی
 سنا کرت پچھلے دنوں انہیں لیتے کارکنوں کے گھر وہ
 دلی میں وہ لہر اٹھاتی ہیں کہ انسان ہر حد سے
 گرو نے یہ بتا رہا ہے کہ یہاں تک کہ میت کا ساتھ
 کرتے ہوئے بھی نہیں ہر نہیں لگے۔"
 "مگر میرا تعلق ایسی کسی عظیم کے ساتھ نہیں ہے
 آپ نہیں کریں۔"

"تھیک ہے عطا رہے اس کی اس کے آگے تھپا
 وہ جس روٹی بولنے لگے جگہ جاتے ہیں کون کی طرح
 سے بولی سنا ہے اور کس سے کیا پوچھا تو ایسا سنا ہے
 میں کسکے کچالی نہیں جاؤ گی اپنی بولی ہی پر دم کا لو میں
 بہت تری سے پیش آ رہی ہوں تمہارے پاس سوچنے
 کے لیے تمہارا وقت ہے سوچ میں بھر دوں گی۔" وہ بھی
 جی جیمس بھولا جی جیمس کے ساتھ جان جو گیا۔

"اب مجھے کون بچائے گا اسے اس کی آگے دھکا
 ہو گا پھر نہیں اس جلی بھلا طے ہیں کہ پوچھنے والے
 بڑے سناک ہوتے ہیں بے جاں چڑھنا تک سے
 افراد جرم کرا لیتے ہیں پھر میں جی جی لڑکی کی کراہیت
 ہے یہ اسے اس کی جانے کیا کرے گا۔" وہ کھنوں میں
 سوچنے دہنے میں مصروف ہو گئی۔



فاطمہ بطور خاص ساتھ دالے قہر میں تکی تھیں
 تاکہ ایذا جیم بھلائی کے گھر فون کر کے سنا کی پت
 معلوم کر سکیں تو نا پہنچی ہے یا نہیں۔ اتفاق سے
 ہر اہم نے ہی فون دیکھ کر فاطمہ نے چموتے ہی

ہوئے وگنا تھا مجھے تو یہ کہ جس دن ایڈ ہو نا نظر آ رہا ہے

اسراہہ جمید نصیحت ششما تھا

”آپ کو گولے تو کھل کر کھانا اچھی جلدی ان لوگوں

تک کچھ گئے میں آپ سب کو اس کا سیاب چھاپے

سہارک بدلتا ہوں۔“ زیادہ تو صلی شکاروں سے

لپٹے ہاتھوں کی طرف دیکھا۔ اسٹے میں فروزاہ اس

کے پاس چلی آئی۔

”سرسیمجہ تو یوں کہتے ہیں کہ جیسے لڑکی خواہنا ہوا

تھا تاتی ہے وہاں سب گناہ ہے شاید وہ جو کہ وہی گناہ

ہوئی ہے۔“

”آپ ٹھیک سمجھی ہیں اس طرح کے کہ سوس

اوجھے ہے کہ وہ لوگ بھی ٹھیک کے گہرے میں تھپتھپ

ہیں آپ اسے میرے پاس لائیں میں اسے اس کے

چھوٹے کا نظام کرتا ہوں۔“

منشی کی حالت سے نگاہ تھوڑی بہت طوفانہ

زادہ اسے پہلے کا اشارہ کیا کہ وہ کھڑی رہی۔

”دیکھئے مختصر ہم معذرت خواہ ہیں ہمیں قلم

قلمی ہو چکی تھی کہ آپ کا تعلق یہاں گروہ کے ساتھ ہے

ان چند گفتوں میں آپ کو جو یہ شبلی تھلی پڑی اس کے

سب سے میری معذرت قبول کر رہی۔ اب ذرا اپنا ہاتھ

بٹا لیں تاکہ آپ کو باخفاقت گھر بھجوا دیا جائے

منشی کو اس کی بات پر یقین نہیں آ رہا تھا پھر اس کے

۔

”میرا نام منشی مسند رہے ایراہم کل میرے

ہیں میں ان کے پاس رہتی ہوں میں ان کا خون بہا

ہوں وہ خود اگر تجھے لے جائیں گے۔“ فروزاہ کی بات

کی نہ مٹنی میں اسے اور نگہ رہا تھا یہ نہ ہو مگر پہلے

کے بیان نہ اسے کہیں اور لے جانے پھر شاید وہ

واپس کو وٹہ دکھانے کے لائق نہ رہے اس طرح کے

خیالات نے اس کے ذہن میں ہلچل مچا کر رکھی کہ

زادہ کو غمراہا پچا سامانگ رہا تھا اسے خوشگوار کی

ہوئی یہ نام اور یہ خون غمراہا کے عزیز ترین دوست

تھا۔

اس نے انہیں خود خون کر کے غمراہا کی ہاتھ

منشی کا پرچھا۔

منشی کا کہنا ہے کہ نہیں میں نے اسے بالکل

ٹھیک کاٹھیا گاڑی میں بٹھایا تھا۔ پہنچ گئی ہوگی اب تو

ساتھ رہے ہیں۔“ کیسے یقین تھا کہ ان کے گھر میں۔

ایراہم بٹھانے لگے۔

”اب اس کی سے ابھی ابھی سولی ہے کہ وہی تھی

تھک ملتی ہوں۔“ منشی نے دہشت لفظ دانی سے کام لیا

اگر وہی کھل دیتے تو ڈاکٹر بریٹن وہ چائیں نہیں لگایا

ہے وہ سو رہ جاتی ہے۔“ لفظ کے خون ہر کرنے کے

بعد اتھوں نے تھری پارک سے انکو لڑی فٹن کیا تھا

سے مسلسل انجم لڑتے آ رہی تھی نکل دیر بعد خون ملا

دوسری طرف سے تھیا ایک کہ ”تھری راؤنڈ کی کی حدود

میں ہے اس میں مجرم سفر کر رہے تھے ہو کہ زمین میں

دھماکا کر رہا تھا تھہرنا اسے روک لیا گیا تاہم مجرم

بکڑے گئے ہیں۔“ دو سرخوں میں لپٹ گئے انہوں

نے پھر اپنے دست کا نہیں ڈاکل کیا اور زادہ کے بارے

میں پوچھا۔

”اب اس کی تو گھر میں نہیں ہے۔“

”اب تک آئے تھ۔“

”اس کا کوئی باہم نہیں ہے آج کل بہت مصروف

ہے کچھ دیر پہلے اس سے فون کیا تھا وہ جری گیا ہے

شاید راؤنڈ کی آئے وہی کسی نون کا کھڑک ہو رہا تھا

جس میں وہشت گروہ کی کارروائی کا بندہ تھا تم پوچھ

رہے ہو اس لیے مجھے اور اٹھایا ہے۔“ ایراہم نے تھنا تھوڑ

بریکن سے ہو گئے ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا

گھبرا۔

۔

۔

۔

۔

۔

۔

جھٹ سے ابھی بھاگتی تھی اس بات کا ذکر اس نے
 دلا تھا کہ سبھی کو تو وہ نفس نہیں کہہ رہی ہو گی۔
 ”تھوڑے کچھ تو تمہارا کھل چلا نہیں ہے جب تم
 مجھے اپنی بھابی بنا کر لے جاؤ تو مجھے خود چلا کر
 دے گا اس چٹائی پر تم کو جس سے پہلے بھاگنا تھا اگلے چھانے
 پر تے اور بیٹھوں کی رکھو ابھی کئی پرانی۔“ وہ ٹھٹھ سے
 پہنچی فلم کا مورا نقشہ اس کے سامنے کر دیا ”اور میرے
 ہاتھوں کا ستیا جس ہو جانا رنگ کالا پڑ جانا کھڑا۔
 اس سبب اس نے سناٹے کی انتہا کر دی۔ منہ سے
 اس کی مستقبل کی جھڑک نہ نہیں پڑی۔

اسی تھیں کئی کئی
 کئی کئی سنے پڑی ہیں
 اسات تھیں کئی کئی

ہاں بڑے بڑے میں نہیں پانچ بجا بھاگ گیا
 تھک زیادہ کہتے دیکھ کر اس کے کھانے میں اور بھی
 شرمی آگئی اب تو فیضان بھی اس کے ساتھ شامل ہو
 گیا۔

”بھئی اب تو تب شادی کرواؤں میں تاکہ میرا
 راستہ بھی صاف ہو۔“ وہ بڑے حد مستقبل سے بولا۔
 فیضان نے بڑے اٹلی سے نظر بھاگ اس کی بیٹھ چکی
 مگر زیادہ کی عقلی نگاہوں سے یہ حرکت بھی نہ رہ
 سکی۔

”آخر تم میری شادی کی عمر میں استغناء کیلے ہو
 رہے ہو۔“ وہ بڑے اٹلی سے بولا تو وہاں اپنے
 تئیں بڑے دور کی کوڑی لایا۔

”سب آپ سنا نہیں سناں کے ہو گئے ہیں بڑے
 ہو رہے ہیں آپ میرے صلیب سے تو آپ کی شادی
 سات سال پہلے ہی ہو جانی چاہیے تھی کہ بچہ نکلا کہتے
 ہیں ان کی شادی میں سال کی عمر میں ہوئی تھی جبکہ میں
 یا میں سال کا ہونچا ہوں عمر کی کو میری عمر نہیں ہے
 آپ کو اپنی جوانی کی پڑا نہ سنی مگر میری جوانی پر ترس
 کھائیں۔“ وہ اس لیے میں بولا زیادہ کی بھی جھوٹ

جائے اور ایذا جہم انگلی سے پھر مندرت چلی۔ ڈیرہ
 لیٹا ہوا ایذا جہم اس کے پاس تھے منہ انہیں دیکھتے
 ہی رائے لگی تو زیادہ سرنو خرم نہ ہو گیا۔
 اسے خوف کے منہ کو اس وقت بند ہی نہیں
 آئی سوتے میں اٹھ بیٹھی کیسا تلخ اور صراحت خیز تھا
 اس کی جگہ اس وقت آد جاتے تو جاتے وہ اسے نہیں
 لیا اس کا کیا حشر کرنا یہ سوال خود سے اس نے کسی بار کیا
 اور سمجھ سکی تھی۔

اسا بل باقی سامی ڈاکٹر شلا میں اکثر حلقہ قرار دیتی
 کی خواہش تھیں سال مل مل سختی ہوئی تھی اور شہ کی
 بات سے بھی خاندان میں اپنے ہی ایک کزن کے
 ساتھ اب دونوں بھائی بہن کی ساتھ شادی ہونا بھی۔
 وہاں بہت خوش تھی جڑے سے بازوؤں کے پکڑنا
 بھی دونوں بھائی اکثر منہ کو بھی ساتھ لے
 لیں۔ ہر چیز کی قرباری کے لیے اس کی رائے کی
 دل بڑے بڑے پیچھے کھانے کے روز کی عمریں شلا
 والے اور وقت مشینوں کی گھبراہٹوں کی جڑی۔ منہ
 کو بڑھائی و شرب ہو رہی تھی۔ شام میں کھانے اور
 کھانے کی لڑکیوں و خواتین مل آئیں پھر چائے کا دور
 رات کے تک چٹا احوال۔ کھانے کاتے جاتے تھے
 اگلے ہو ناہب تک سب تھک کر رہے ہو چلے
 سنے کا ہم نہ لیتے کچھ کرے اور کے مسائل کے
 لیے خیر کرانے کے منہ کو بھی اپنا کراہو نہ لے کی
 ادا دیتی پڑی۔

دلا تھا انک کھن پکڑتی ہوئی تھی ساتھ منہ کو
 ہی دلا ہوا تھا وہاں نے نا تجربہ کاری کے باوجود شہ
 کم اپنے ذمے لیے ہوئے تھے۔ دلا تھا تو بار بار اس کا
 کھن اور ان کی کہ۔

”مگر تم نہ ہو تھیں تو میں کیا کرتی اس کے لیے میں
 الی اسانا منہ کی کہ بہ خواہوا شربت ہو چالی۔
 اسے دلا تھا بہت اچھی لگتی تھی اچھی کہ بعض
 رات اس کا پی چاہتا کوش اس کا ایک اہل ہوتا تو

مکی پھر نور اسی عید ہو گیا
 میں ماسے کتا ہوں تمہارے لیے فری

ہمیں بلایا میں نے تو ایسے ہی کہہ دیا تھا کہ میں کر رہا
 تھا انجیر بنانا میرا خواب ہے ایسے مت کریں مجھے تو
 آپ کی شادی کا شوق ہے " وہ زیادہ کی بھید کی سے
 ہو گا کیا اور صفائی سے لگا۔ تیار نور قبضان پاتھ پہ پاتھ
 مار کر رہے تھے اور احتیاجاً ہر ایک آواز کر گیا۔

صانع قیام داروں کے بعد کھڑی تھی اس کا رونا
 تھا کہ بلیو سے لڑنے کے لیے کی اور پھر جلی کا جو
 نقصان ہوا ہے اسے پورا کرنے کی اس پر اس ایک
 قریب فاصلہ کی تیاریوں میں مصروف تھو تھو تھو
 کے ساتھ کلاس دوم سے باہر بیٹھی رہی ساتھ ہی اس کا
 علم بخیر و خیر کی سے چل رہا تھا شادی کی تیاریوں کی
 مسوئیت کی وجہ سے ڈراما اور اسے لے کر تیار ہوا
 ایک اور کھڑکی میں گھر کی طرف بازم سفر ہوئی ایک
 چار پائے تھی اس طرح گھر کی کھڑکی اب وہ اس میں
 ہو چکا تھا آج پاتھ سے بدلتا دکھائی دیتا تھا اسے
 رسم، ریت کے موضوعات لے لے لے لے پھر پائی تھی۔

گاڑی میں مسافر ریت ہی کہ تھو کو نہ دلی سیٹ
 تھ گئی۔ اس نے ہوا کے زور سے ان کی چادر سنہائی
 چائی تو دھڑکی باہر سرگ پہ دھڑکی گاڑیوں کی طرف
 چلی گئی۔ ایک دم ہلت آگیا اس پہ آپرے سے چلے پڑا
 اکاڑ میں صدارت پڑے تھو کے ساتھ ہی تھو برا تھا اس
 کے انداز سے لگ رہا تھا جیسے اس نے صدارت کو سنے سے
 ہی دیکھ لیا تھا اور اس گاڑی میں اس کی سوجھ بکھ سے
 آگے تھا اور پھر ٹکرا ہی پڑے ہوئے تھا۔ صانع نے
 دل میں قرآنی تلاوت پڑھتی شروع کر دیں اس نے
 تصویر دیکھ کے بعد چھپا ہوا تھا صانع کی گاڑی ہوا میں
 تھی۔ صانع کی نگاہیں اس سے چاروں طرف پھریں
 منظر اچھے تھے رہا پھر تھو سے بچ کر گھر کی کھڑکی۔ لب
 منگل پہ گاڑی رکھ دہلی تھ صانع نے آج تھا ایک
 لیبل کیا اور گاڑی سے اتر گئی۔ کندھ کھڑکی سے اسے
 کرتا گیا۔ تھو تھو بھاگنے کے انداز میں قدم بھلنے

تھی اور قہر پاتھ پہ پہل چلنے والوں میں شامل ہو گئی
 اس کا خیال تھا کہ وہ حلقہ کو دو کھانے میں کھایا
 جائے گی اس لیے شاد کت اختیار کر کے صانع
 سرگ پہ مڑ گئی پھر منشی میں صانع نے اسے ہار
 لیا اس نے گاڑی روک دی اور وہ وہاں کھل کر گئے
 اتر کر چلے ہو گا۔ پھر نور اس کے آگے میں خلع صانع
 اندھا دھند بھاگنے لگی صانع بھی اس کے پیچھے بھاگ رہا
 تھا خوش قسمتی سے اس علاقے میں درخت ہونے کے
 برابر خاص لے اسے کسی کا خوف نہیں تھا۔ صانع کی
 گاڑی کے بازو سے نور دار طرف سے صانع کے اس
 چڑھائے تو اس گاڑی پہ آگے آگے بھی ڈراما
 سیٹ سے کوئی بھی تیزی سے اتر کر باہر نکلا۔ صانع نے
 قد سوں وہیں سے پیچھے بھاگا اور گاڑی میں بیٹھ کر نور
 گیارہ ہو گیا۔ نور دار صانع کے سامنے کیا تو اس کی
 شکل تھی وہ اسے لے کر لپک لپک کر چلی گئی تھی وہ سہی
 بھی ایسی ہی تھی۔ صانع بھی چل چل چل چل چل چل
 پہ کھوپانے تھی اس کے دھچک دھچک میں بھی نہ تھا
 اس بندے سے بول رہا تھا کہ کی۔

بھئی گون تھے یہ لوگ جو پوری راہ نور لپک
 ہوئے اس دیران سرگ پہ کپ کپ کپ کپ کر رہے تھے
 اطروس دور ہونے کی بنا پہ میں ان کی گاڑی کا بندہ
 ہی نہ سکا۔ "راؤ نے حتی الامکان جملہ الفاظ چھپا
 بھی صانع کی پیشانی عرق تھو ہو گئی کہ وہ یہ طر
 میں لفظ صحتی رہی پھر دیا ہو گی۔

بھئی جیسے ہی گاڑی سے نکل کر گاڑی میں بھئی
 میرے پیچھے لگ گئے تھے کیا پتہ کون تھے ان سے
 چھڑائے ہی کے لیے میں نے منگل پہ گاڑی سے
 آگے مڑ کر پھر بھی میرے پیچھے آگے۔ "کو منگل کے
 بل جودہ کی لڑکھانہ شپ تھو پائے گی۔
 "چھا چھپیں۔ بیٹیں میری گاڑی میں، شکر
 پہلے سے گزرا تھا صانع سے رش نہ ہوا تھا
 میرے گاڑی اس طرف ہوئی۔ سن اسی ہوائے
 آگ سے بھی ملاقت ہو جائے گی شکر کر رہے تھے
 عرصہ سے میں نے ان کی طرف پکری تھیں کہ

آنکھیں چھائی تو نوا کا خون کھول گیا۔
 ”تم مجھے کیا دیا کہ مجھے ہو یہ براہیم انکھ کی بھانسی
 ہے سڑک۔ کوئی بھی خوشی کے انگلیں میں۔ میں
 نے کچھ تو آدھاپ کر دیا میں اتنی ہی بات ہے۔ اس
 نے قصداً اصل واقعہ نہیں بتایا کہ عباس قربت سے
 بات نہ کئے کلا ہر تھل۔

”جیسے بھلی تپ سڑک کے کنارے کھڑی لڑکی کو
 ڈواپ کرتے ہو یا پھر براہیم انکھ کی بھانسی کوئی۔
 ہر بات۔ ”زیادہ حرکت میں آتا ہے تو دیکھ کر عباس جملہ
 پروا کیے بغیر ہٹا نکلا۔



”مختصان مجھے ایک۔ میں کاسٹ شوق ہے میرا
 چاہتا ہے کاش میری ایک۔ میں ہی ہو۔“
 ”جب اس عمر میں مہا مہا ہمارے لیے میں لاسلے
 سے دور ہے۔“ عباس کی حسرت سے کہی گئی بات کے
 جواب میں لیٹن بولا تو وہ ناراضگی سے اُٹ دیکھنے
 لگا۔

”میں حوالہ داتا میرا یہ مطلب میں غدار اصل میں
 چاہتا ہوں کہ بھلی شادی کر لیں۔ ارے بے وقوف
 ہماری بھانسی ہمارے لیے تو بس یہی ہو گئی ہیں۔ میں
 نے بھلی کی گاڑی میں لڑکی کی بھانسی بھی بھلی صدمہ جیسی
 بس بڑے تصور پر اتار لی ہے۔ اس بھلی میں چاہیں
 تو مجھے بھی ایک۔ میں مل جائے کل کیوں نہ ہر اہم
 انکھ کی طرف چلیں دیکھیں گے بڑے بھلی دائمی کی
 بول رہے تھے یا۔“ عباس نے چل کر جملہ لومورا
 چھوڑ دیا۔

”وہ لوگوں کل زیادہ کی گاڑی میں نظر آئے والی لڑکی
 کے بارے میں باتیں کر رہے تھے مگر زیادہ ان کی باتیں
 سن لیتا تھا۔“ دونوں کو تھکا کر دیا۔

”وشان انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔“ تنج کہے
 اور کار راستہ بھول دے میں تو زور بھلی سمیت ہم
 بھی فاتحہ چڑھ چکی تھی۔ ”ہر گز نہ سے باز نہ آئی تو
 فیضان سے بھی غامض نہیں رہا۔

منابع کی مدد سے وہ کچھ ڈائریکٹ حوالے سے لے کر بات
 کر رہا تھا اس واقعے کا ذکر ان سے کر دیا تو اس کی کیا
 زنت نہ جانے کہ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے
 بہنے لگے تھیں۔

”دیکھیں تب کی سہیلی ہو گئی عمر میں اس واقعے کا
 کسی سے ذکر مت کیجئے گا خود کھلو بریٹوں ہوں
 کے۔“ وہ ہیکے ہیکے لہجے میں بولی ڈیوول میں میرا
 ہوئے بغیر نہ سکا۔ اس نے گاڑی اشارت کر کے
 براہیم انکھ کے گھر کی طرف سولہ۔ عباس جو جو رشتی
 سے آتا تھا ایک پورا ہے سیکھل ریڈ ہوا تو اس نے
 زیادہ کی گاڑی میں آفتاب طور پر اس مقصود سے تیزی
 صورت دیکھی وہ اس کاٹن میں پھسلنے لگا اس نے
 ڈانٹ کی رفتار اور بھی پھسلدی تاکہ جلد از جلد جا کر اس
 حیرت انگیز واقعے کا ذکر فیضان سے کر سکے۔

”منابع گاڑی سے اتاری تو اس نے جہاں سے گاڑی کو
 سوا دیا اور چل گیا اس نے منابع کے چہرے پر چٹائی
 بجانب کی گئی براہیم انکھ اور غار خدہ آئی سے لٹے کا
 پروگرام اس لیے اس نے ڈک کر دیا۔ منابع نے
 سکون کا سانس لیا صدمہ ٹھکر کر کسی نے گلے سے نہیں
 دیکھ سکتا تھا کیا کہتی۔

”زیادہ گاڑی پارک کر کے اندر گیا عباس اور فیضان
 سرخوڑے سرخوڑیوں میں باتیں کر رہے تھے۔ زیادہ
 نے سلام کر کے انہیں اپنی سوچوں کی نگاہیں ڈالا۔

”جیسی سرخ انار کیوں ہوئے چارپے ہو۔“ ”پپ
 سر سے اٹھتے ہوئے عباس سے کہتے میں بولا تو عباس
 کی آنکھیں کچھ اور بھی پھیل گئیں۔“ اس سادگی پر کوئی
 نہ مہربانے اسے خدا تعالیٰ عارفانہ برتاؤ کوئی آپ سے
 کیجئے ہیں فیضان۔“ اس نے جیسو چلی۔

”مل جی مجھے ک لڑکی

”مورستہ بھلی بھلی ہے

عباس کی منگ بھنپ زیادہ کے ذہن میں لڑکی کے ہم
 چہرہ کا ساما ہوا فوراً بات کی تھک چکا کہ عباس
 منابع کو دیکھ کر غلط فہمی کا شکار ہے۔ ”بھلی وہ عقید
 کیڑوں والی حسینہ کوئی گئی۔“ اس نے شرارت سے

”بتلی آپ نے ہمارے گھر آکر جو تے تھکادیے ہیں۔“

”جس کی تھکان اپنی مصروفیت میں پھنسی ہوئی تھی بلوئی کچھ کل میں تھکادی طرف آنے والی تھی شادی کا دم تھکادینے اور وہ شادیوں ساتھ جو ہو رہی ہیں اتنا تو نہیں پتہ لی ہو گا مگر تھکاتہ مبارک یاد دینے ہی آ جاتے۔“

”وہ تو دوس کے ہی پر جاتی تھکوالے کہاں ہیں۔“
”میں حلقہ کی گاڑیوں سے اور ہر آدمی کو دیکھ رہا تھا۔“
”سب کبھی ہیں سارے کھینچے میرے سپرد ہیں اگر حلقہ نہ ہوتی تو چلنے کا ہوتا اس نے بیٹن بند کر لئی ہے۔“

”تو حلقہ کون ذات شریف ہیں پہلی بار یہ نام سن رہا ہوں۔“

”میری امی کی کزن کی بیٹی ہے سو میری بھی کزن ہے ابھی تم سے ملان ہوں۔“ ساتھ ہی اس نے حلقہ کو آواز دے ڈالی۔

”آئی کیا بات ہے۔“ سلیپ ہاتھ دوپٹے سے صاف کرتی ”عمر ہی آ رہی تھی۔ اور اٹک مدام کے دروازے سے ہی۔ ابھی لوگوں کو دیکھ کر وہیں روک گئی۔ میں قیامت کی نظروں سے اٹھاتا رہے دیکھتے ہی پہچن گیا کہ یہ وہی لڑکی ہے جو شانہ اس کی گھبراہٹ بہانہ بنی اسے بھلا دیا۔“

”اندر تو میں نہیں ان آفت کے پر تھوں سے ملوؤں۔“ وہ شانہ خرواں کھاتھ پکڑ کر اندر لے آئی۔
”جگہ دی تھی۔“

”حلقہ یہ اسے پس ہا زیاد علی کے چھوٹے بھائی عباس اور فیضان ہیں اور یہ میری چھاری سی کزن حلقہ ہے یہی پڑھتے تھلی ہے۔“ عباس کا ذہن ایک ہی پلے پر اٹک گیا کہ یہ اسے ایسے ایسے زیاد علی کے چھوٹے بھائی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ بھائی کو پلے سے جاتی ہے ورنہ وہ شانہ بھائی کا حوالہ دیتی اور پھر جان پہچان کے بغیر بھائی کی گاڑی میں کبے چنہ سکتی تھی۔
”عباس اور فیضان نے ایک دوسرے کو آنکھوں

آنکھوں میں اٹائی کیا۔

”میں نے ان کو اس نے ان کو نہ کھایا۔“
”مجھے بھی بھائی کے لیے ابھی مل گیا ہے۔“ وہ لپکا۔
فیضان نے بھی اسے اشارے سے دیکھا اور وہاں کرید کرید کر حلقہ اس کے مشاغل اور پسند و ناپسند کے بارے میں پوچھ رہے تھے وہ چھاری تھان کے تعقیب میں آتا اسے ٹھکے آگے رہا تھا بھی تو اسے ان دونوں کے پاس آگیا تھا کہ خاطر طرح ضعیف کا بہت کام کرنے چلی گئی تھی وہ دونوں اسے پانک حواالت کے ذریعے کبے کبے جانے جانے کر رہے تھے اس کی مدد کی صورت دیکھ کر ان کی زبان بند ہوئی تو وہ موقعہ غصہ میں گر پڑا۔

”یہ بھائی کے ساتھ تھی ابھی لے گئی تھی اگر ہماری کوئی بہن ہوئی تو قبیح۔“ حلقہ کی طرح ہوتی تھان منصوم تھان اور پھر اتنی ہی۔ ”میں نے اس کے اٹھ کر چلے جانے کے بعد کہا فیضان اس سے ہمدردی طرح متعلق تھا۔“

”بھائی کے مصروفیت پر غور نہ کرو کہیں کمزور نہیں سے تاکہ ہم انہیں رٹنے آتھوں پکڑ لیں اور خطاں پڑنا سیکھیں۔“ عباس بوسے پر کان انداز میں متنبہ رہتا۔
”جس نے بھائی کو دیاتہ دے دیا تھا۔ اس نے بھی بھائی پر عمل کر دکھایا اور باتھرو زیادہ ایک ایک حرکت کرتے کرتے لگا کہ کب اسے کیا کھانا کھائے اور باتھرو کو کھتے بیچے سوئے پر فحیم کون سا استعمال کیا اسے علی فحیم کہنے والے کو کون کون تھے نیز وہ اس پر لاغوش جھونک میں کس کس کو میں رہے ہیں وہ فیود دیکھا۔ اس کی غیر موجودگی میں اس کے بڑے بھائی کی حلقہ کی بھی جالی۔
”مگر اب تک کی جانے والی تمام کوششوں میں سوائے بھائی کے کچھ ہاتھ نہ آیا تھا اور عباس کی جھینڈا ہٹ بہ حق جاری تھی۔“



”اسٹری شد تمام کپڑے ملنے لگے بڑے سلیقے سے۔“
”مگر میں ان کا پیسہ جسے صرف ارشہ تھی کا پیسہ نہیں تھا۔“
”خامہ لاغرو سکھیں لگا رہی تھیں۔“ حلقہ

سوختہ قیمت ملے کر دارا آرام کرنے لیتا مگر سبھی بھی ایک دو روز میں دواؤں بخاری کرنے والی تھیں سوئی سے لٹنے کی خوشی ہر روز پہ بھاری تھی اس بھری خوشی میں اس وقت تو اس کے لیے سب کچھ بھی کر دیا گیا تھا میں بچہ پریشان بھی تھا کہ کہیں لدا اس کی پریشانی کا سبب نہ بنیں لیکن آخر میں انھیں اس کے غم کو دور کرنے میں سے کیے انھیں روکتی تھیں اچانک کسی نے اس کا ہاتھ مارا۔

"اسے مٹا دے" انھوں نے جی سے کہا وہاں سے لود تم بھی تنگ سر نہ لیجئے بی بی وہ جلدی سے تیار ہو جایا آپ کی سسرال اور عوم و حزن کے سمیت کہنے والے میں کے اور تم ہو کہ۔۔۔ مدد ہو سکتی یا۔۔۔" وہ شانہ نے کہا اسے جھنجھوڑا تو وہ اچھے ٹھیک روشتہ نقل پھیل لگا ہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

میں نے تمہارے کپڑے نکال دیے ہیں پس کر فوراً" کوئی جواب نہیں ہے۔" وہ نے تیار بھری ڈانٹ چلا کر مٹی کی۔ تو یہی ہیلوں کا بیلا سوت اور ساتھ ہی مسکھوں کا بیلا بچوں کو دینا تھا جس سبز لود پینے پر لگوں میں یہ ساہ ساروٹ خالص تھا اس کی اپنی پندہ تھوڑے روشتہ تیار ہو چکی تھی اور اسی کا انتظار کر رہی تھی۔

"یار ذرا مسکرا لو گد مہا ہے ڈانٹ کھا کر رہی ہو۔" اسے دیکھ کر وہ کہہ رہی۔

"کوہر آئیے آپ انکے لگاؤں اور پیکوں پہ مسکراتو خوب بچے بچہ۔" وہ شانہ اسے اپنے آگے بٹھا کر اس کے چہرے کے ساتھ مسکراتی ہوئی۔

"گڈ آپ لگ رہی ہو میں صاف۔" وہ آئینے میں اس کا سر لایا ہے۔ دیکھتے ہوئے وہ اچھل رہی تھی۔

"جدا آپ سوادہ مست کو ذرا پھولنا کی کھڑکیاں اپنی طرف سے پھیل کر کوہر ضرورت پڑے گی تو اس کام سے بچا جائیگا۔" وہ شانہ نے اس سے اس کا گلہ مٹا دیا ہر گلہ کی توہین نے اس کی ہدایت پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ سہولت کا شعور ہو گئے تھے اسامیل کے سسرانی مندی کی راسم کرنے آ رہے تھے۔

جبکہ ارشد کے سسرال والے اسے یہاں بٹھائے آ رہے تھے وہ لاف کشی تھے سب کو کھانے سے بچتے تھے کہ کہیں کوئی کمی نہ ہو جائے۔ لڑا لڑائی پوری چلی سمیت مدد و معاون عباس خوب چنگ رہا تھا بیویوں بھائی اس وقت اسامیل کے پاس ہی تھے جو اس بات پر اذیتا تھا کہ وہ مندی کی غرض سے راسم میں شامل نہ ہوں گے لے گا وہ مندی لگوائے گا۔ سب اس سے لڑ رہے تھے کہ میں وقت نہ کی گزریز کر رہے ہوں۔ روشتہ لڑا کہے پاس چلی گئی آپ ہی بھائی کو سمجھا میں میں خدا خواہ خدا کہ وہ راسم میں مندی نہیں لگواؤں گا بھلا شہلا بھائی کے رشتہ دار کیا کہیں گے کہ ہم کہتے وقت تو یہی ہیں۔" اسامیل تنگ آ گیا۔

"اچھا کر لو کرنا ہے۔" اس نے اپنی بھائی چڑائی۔ فوراً عباس اور فیضان زیادہ کے لا متعلق رہے زیادہ ارادہ انداز میں باتیں کر رہے تھے۔

"راہی یعنی جب اسامیل بھائی مندی والی چوکی سے انھیں گے تو آپ نے وہ کھارے کرنا اور بھائی کو اس پر بٹھلا ہے تاکہ یہ موقع نہ ملے کہ وہ اپنے حمارے گھر کا بھی حصہ بنیں۔" اس کے کہنے میں بے پناہ حسرت تھی وہ شانہ بھی پاس بٹھائی تھی اس کی بات سن کر اس کے دل میں گد گدائی ہوئی تھی اس نے صدفی دل سے آئین تم آئین گد گد مندی دیکھنے کے بدلے میں صنف روشتہ دیکھ کر فکریں سمیت اسامیل بھائی کو راسم کرنے کے لیے باہر لائی تو فیضان اور عباس کی حلائی لگا ہوں کو قرار آ گیا اب اس کی نظریک وقت صناع اور زیادہ تھی مگر وہ تو پاگل بھی ایک وہ سب سے کی طرف نہیں دیکھ رہے تھے۔

"ہمیں یہ توقف بنا رہے ہیں کہ ہمیں نہ کھل جائے۔" عباس بڑے لاد کی کوئی لاد تو فیضان لفظ سر بلا کر وہ گھبراہٹ کی سہی بات کو بھی بھولتا رہے بھی اس کے پس کی بات نہ سمجھ رہے ہوں یا اپنی ہر بات کی تائید اس سے کہو اگر دم لیتا تھا اس کی کہیں کہیں کہ چوں بھی کرنا سو اس کی پناہ میں اسے میں ہی بھری تھی۔ وہ راسم کے بعد کھانا سوجھا تو صناع انھیں

کسیں بھی غمزدہ قلب

”بھئی! آج آپ نے یہ سفید شلوار سوٹ نصب تن کرنا ہے آپ اس میں سوٹ اڑھے نکلتے ہیں ویسے بھی میں کب کو بونڈا م میں دیکھو کچھ کرنا کیا ہوں۔“ نواز چونکہ کہ کھڑا کس نے ظاہر نہیں ہو سکا۔

”پر بھو مجھ کس حلیے میں سو رہی ہے کبھی پیسے تو میں پانچیس۔“ نواز نے اسے حلقوں لگا دیں سے دیکھا تو وہ زرب گرا۔

”آپ صحت کے لئے خوشامدی تصور کرتے ہیں جبکہ میں آپ کے بڑا بھائی ہونے کے لحاظ سے آپ کی خدمت فرض سمجھتا ہوں۔“ جذباتی لڑاکاری میں عیاس کا بلی جانی بند تھا۔

”بہت خوب یہ فرض تمہیں غالباً پہلے یاد نہیں تھا۔“ زاوے نے اس پر الحیف سا غصہ کیا اور اس کے ہاتھ سے کمر ملایا۔

اسما جیل کی دھمکنی آمدنی تھی پور اور ریش جانی تھی
اس کی دھمکنی مندر بہت دھنی پور اور ریش جانی تھی
اسی دھمکنی کے کہ نہ دیکھا تو قہر اب صبح اسما جیل کی
پارات تھی مندر بہت دھنی تھی دھنی دھنی دھنی دھنی
تھی مگر اس عالم میں بھی استہلال کی دھنی دھنی دھنی
دھنی تھی انہوں نے اطلاع بھجوائی تھی کہ وہ نہیں آ
سکتے اپنے نہ آنے کی وجہ انہوں نے نہیں بتائی تھی
اس لیے اس کا ریش ہونا لازمی امر تھا اس وجہ سے
وہ شہری کے لیے گئے کو بھی انہوں نے نہیں کرنا رہی
تھی۔ لڑکیاں اندر دھنوں کے پاس تھیں ہوئی تھیں
اسے باہر ایسا جیسے وہاں تھا مندر اس جگہ سے
لڑکیاں تھیں انہیں گھر پور اس جگہ کے درمیان وہ
بہت بے اطمینان تھیں مگر رہی تھی۔ اسما جیل نے
سسرالی خاصہ اسیر تھے جن کے گھر کو دیکھتے ہی اندازہ ہو
جاتا تھا کہ اس جگہ میں گھر وہ آتے جاتے تھیں کو
گھر رہی تھی کہ محض ایک لڑکے کو اپنی طرف آتے
کہ گھر میں رہی تھی انہیں ایک بے حیلانہ خوف میں بدل گئی

اس نے اسے حلقہ کے ساتھ آگٹوں کیا تھا اس دروازے کا دھڑکیں میں بھیجی اس کے ساتھ خاندان قریب آتا تھا یہ خاندان کا خزانہ سراسیمہ میں چل گیا وہ سوچ رہے تھے کہ ایک طرف تو جاکر کھڑی ہوئی مگر زیادہ سے زیادہ لپٹا کر وہ زمین پر اس ہو چکی تھی سخت ٹکڑی ہوئی تھی اس کی آنکھوں کے آگے کے کدے سے نچل گئے اور آنکھوں میں پانی پھر آیا۔ زیادہ سے ابھی طرف سے پھیل گیا تھا اس عمل کے گھر شاہی کے دور رس اسے کئی بار دیکھا تھا۔

۱۰ بادشت آپ ہر وقت اپنی کھربانی تعمیراتی اور
یو کھلائی ہی کیوں رہتی ہیں دیکھ کر چکا کر رہے۔
مشورہ دے کر سزا کر فوراً اپنے والی بورڈ میں آگیا
کوئی چیز اسے کرتے کے جن میں اعلیٰ محسوس ہوگی۔
صناع کے لیے سے پرانے کا آخری صرت کا کچھ
دعا کہ اس کے کرتے کے جن میں ایک کیا تھا وہ
شہرہ سی ہو کر پرانے کو اپنی طرف متوجہ کی تو
دعا کہ میں سے ایک ہو گیا اسے قسمت نے اپنی کھربانی
دہشتانہ نے اسے لٹکا کھٹاکا کہ آج چلی گئے رکھ کر وہ
ملتی تھی اور بالوں میں پرانہ ڈالنے کو ادا کرتی وہ یہ
پرانے عین کے گاؤں میں عورتیں اپنے ہاتھوں سے
تیار کرتی تھیں یہاں ششوں میں یہ اپنے ہاتھوں
فروخت ہوتے تھے۔ صناع کے لیے یہ تھیں دعا کوئی
سے بنا پرانہ ملنے لے اپنے ہاتھوں سے تیار کیا تھا وہ
محسوس سے پرانے کو دیکھ رہی تھی جس کا آخری سرا
نہت کہ عجیب سا ایک دعا تھا اس منکر کو کہا اس نے بھی
دیکھا اور اس کے قریب چلا آیا صناع میں سول کر رہی

”جست زار کی مگر ہوئی ہے“ عیاس نے لپٹے
لپٹے میں ہمدردی سونکی تو مٹانے کو اس وقت اس کا ہاتھ
روایتیت نکلا۔

”میں نے بھلائی تھی میرے پرانے دوست کا آخری سوا
 سوا کچھ کھانا کھانے سے پہلے ہی ”اب اس کا
 آخری سوا کچھ کھانا کھانے سے پہلے ہی ”اب اس کا
 آخری سوا کچھ کھانا کھانے سے پہلے ہی ”اب اس کا

نور نہیں تو شاید عباس کو کچھ کرو تو بکری ہو چکا تھا۔



منسوب یہ مندرجہ لب و لہجہ مذکور میں اپنی مناسبتیں
کھیر رہی ہیں، ہم ان محروم رہیں خواہ مخواہ سے جس سے
فار ہو تا اور یہ تو حرج بھی رہی اس کا تو کمرہ "حلدہ"
میں سے لیں، فن کر رہا تھا اس وقت وہ اپنے دوستوں
کے ساتھ قمار خیمے میں کچھ دیر بیٹھا سے بیٹھا تھا کہ
میں ان کی مطلوبہ لڑکی سرخون کمال احمد کے گھر میں
اپنی کی شادی میں موجود تھی، حلدہ نے فن کر کے بولی
ہستوں کو بھی بلوایا اب چاروں سرخون سے اسے
بیٹھا، پھر وہ غر کر رہے تھے کہ کیسے مندرجہ کا سرخون
لگا جائے۔

میں نے منسوب کو بھی ہاتھ آتے آتے ہی لے لی تھی
نہیں ہے کہ اس کے رشتہ دار اپنی اپنی دالے
لے رہے۔

"پس بار حلدہ وہ اسے لے لیں لی زیادہ لے کے جانی سے
میں ہاتھ کر رہی تھی اور کیا تھا اس کے کسی لگ رہی
میں اس وقت چاہت تھی چڑھ لگ رہی تھی میں آگرو
ہاتھ سے زیادہ گھر میں ہے۔" تو سہ پہر ہوئی سے
پہلے سے ملنے سے اس کی ہمت یہ دھیان نہیں دیا وہ اپنی
سوئی میں ڈوبا ہوا تھا۔

"سرخون کمال احمد اسے لے لیں لی زیادہ لے اور میں بھی
آخر میں سب کا مندرجہ کے ساتھ کیا تھا جس سے "حلدہ"
چل رہی تھی حلدہ کو میں پشہ ملک کے کوٹھی لے کر
اپنی ہوئی تھی ضرورت و سہولت کی ہر چیز میں موجود
میں ایک مانی ایک چوکیدار ایک خانہ میں اور مندرجہ
کے والی عورت ملانے میں شامل تھی۔ دو منگی
اگر آپ پس میں کھڑی تھیں، کھانا جیب خرچ دیا تھا
اسے روز دوا دوستوں کے ساتھ صبح اڑتا ہوا سوانح
میں عورتوں کو کھانا لگ چھائی کے علم یہ وہ ان مشاغل
میں گھر تھا کچھ بھی صرف چرواہوں کے یہ آنکھیں
کھلتے تھے۔ ملک اختیار اور ملک منصور کو اس کی لڑم
انسانی کی خبر میں محمد قصدا ہے خبر ہے ہوئے تھے کہ

بھولے ملک کی "نور" غنی سے مندرجہ حلدہ کی
نظر کی کھینک کے لیے کھانا چھین کر لے لیں
ہستوں نے اس آگ کو اور بھی ہوا سے دی تھی۔
مندرجہ کا غر و رہائی کر اس کے لیے زندگی موت کا مسئلہ
ہو چکا تھا۔

وہیں واسے ان مندرجہ حتی الامکان کسی بھی
سرگرمی میں حصہ لینے سے وابستہ کر دے گی رہی۔ شہلا
بہا بھی کی مصروفی کے ساتھ منادی بن رہی تھی
دو شانہ بن رہی تھی اسے بھی ساتھ لے گئی اور شہلا
بہا بھی کے ساتھ تھا وہ اب دیر میں سے ابھرا جاتی
تھی مگر سب سے پہلے اسے ایسا نکلن سا لگ رہا تھا
لڑکی کو خوش کرنے لگی اسے اس بات کا ذکر نہ کرتا تھا
کہ شاید آج بھی حلدہ کو موت سے نہیں بچے نہ لے
وہ تیزی سے آگے بڑھ رہی تھی کہ کر کے کرتے تھے
پھر اس شخص سے مجھ صورت حال میں نظر آئی
میں لڑکیوں کی دلی ہلی میں اس کی توازن اسے شرمندہ کر
رہی تھیں۔ دو شانہ نے ہی اسے سہاواہ اس کے سوٹ
کے ساتھ زیادہ لے لیں کیا تھا کہ چڑھی دار پانچا سے کے
ساتھ اچھا لگے گا۔

تخت کی شدت سے اس کی آنکھوں میں آنسو بر
آئے تھے کیونکہ زیادہ سے بلند چوڑی سمیت اسے
کھلی بات کی تھی جو شور کی وجہ سے وہ سن نہ سکی
تھی۔



ناقدہ پر مل لے اسامیل اور شہلا سمیت ان تمام
گھروالوں کو زبردستی لے لیا تھا غر خود تو نہیں لے
البتہ دو شانہ اور مندرجہ کو ہوشی کے ساتھ بھیج دیا۔
دو شانہ قریب بہت چار لگ رہی تھی مندرجہ نے اس کی
تعریف کی تو وہ کھل اٹھی۔ "تو" پھر منگی "قوتی جانی
رہتی تھی البتہ مندرجہ قوتی جانی ہر آئی تھی فیضان اور
عباس اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ دو شانہ کا دل
زیادہ خوش نہ کر بھڑک گیا اپنی اپنی اولیاء محبت اسے ضائع
ہوئی محسوس ہوئی، جب لڑکی دیکھنے والا ہی نہ تھا ان

دونوں بھائیوں نے منع کو پورا نہ کیا ایک ایک چیز کے بارے میں علیا مدح حقیقی معنی میں پہلی بار ان کے غصہ و انتقام سے متاثر ہوئی تھی اور ان کی ہنس بھینے پر راضی ہو گئی تھی اسے بھی تو ایک مرد بھائی کا شرف تھا اور یہی ایک معزز دور ہو جاتا تھے عباس نے اس بات کو مٹا دیا۔ یہ بات حلیہ فیض نے اسے حقیقی سا پہلو دیا۔ گھٹ کر اب اسے زیادہ کاغذ روہم کھا رہا تھا اور ساتھ ہی اس کی پیوند و تار بند کے بارے میں کتاب تھا جس میں اس نے تصویریں اور ان کے کھول کر دیا کی بچپن سے لے کر جوانی تک کی تصویریں اسے دکھائی تھیں عباس اور مدح کا رشتہ یہ اور فیضان ان کے ساتھ موسیقی آگے کی طرف جاتا رہا تھا اب اس کی سبکی سے وہ اتنا غلام۔ زیادہ اس پر دانا ہے۔ رک گیا اسے بے نام غصہ تھا کہ اس لڑکی کو لے کر بیڑہ روہم میں بیٹھ کر ایک کھڑے کھڑے مسافروں سے مل کر گیا تھا مگر یہ نظارہ اسے جان چھڑا کر فریض ہو گئے اور یہی عباس و فیضان بدلتی کی گزرتا کوڑے سے اس کی تصویریں دکھا رہے تھے وہ اپنے بیڑہ میں کسی تیرے کی موجودگی پر اشتیاق نہیں کر سکتا تھا۔

”عباس اور فیضان فوراً باہر نکلے۔“ اس نے سارے گھانا بلائے ملنے رکھ دیے۔ دونوں بھائی کے پاس اب بھی دوسرے سے خائف سے ہو گئے کہ مدح کیا کہے گی اس توجہ پر۔ اس کا چہرہ گھٹلی سے سرخ ہو گیا وہ سب سے پہلے باہر نکلے اس کے پیچھے پیچھے وہ بھی آگئے پھر اپنی عجیب منانے اور بھائی کے رویے کی سختی دیکھ کر اس کے لہجہ مسلسل متلاش سے اس نے اس کو اور اور حرکت کی باتیں کرتے رہے اور مدح شرمندہ سی گئی کہ وہ اسے اس معذور شخص کے بیڑہ روہم میں قدم ہی نہیں رکھا۔ وہ دونوں بھائیوں کے ساتھ اس کا موازنہ کرنے لگی عباس اور فیضان تینے خوش مزاج اور معصوم سے تھا اسے مدح کی پس پس فریاد کی بات یاد آگئی جو اس نے زیادہ کے بارے میں کسی بھی بات کوئی نہ کر اسے اس نوجوان سے ڈر گھٹنے کا تھا مگر جھری لے کر

روہی اگر وہ واقعی تھا تو میں اس کے ہتھوڑے ہاتھ پر لڑا۔ اور عباس بھائی کے رویے سے الجھ گیا تھا مدح کو روٹھ کر اس نے کتاب روہم کے کمرے میں گھس کر بیٹھ کر مدح کے دل سے شرمندگی کا احساس ڈال کر نہیں ہر پار تھا جانتے بوجھتے سب سے پہلے گڑھی میں بیٹھی تو عباس کے دل سے شرمندگی کی لہری اٹھی وہ بھائی سے بچ کر راضی ہو گیا۔

دو چار روز تو نورا اس کے چھوٹے سوز کو دیکھتا رہا کہ اس سے برداشت نہ ہو تو وہ نقلی کاسبی پوچھ بیچا اور وہ بھینٹ دیا۔

”وہ ہماری مسلمان تھی بگڑھ میں نے اسے میں نے اس سے کیا ہو لاکر میں نے اسے کپ کے بیڑہ روہم میں رکھا وہ اس نے کتاب میں لے کر کیا وہ کیا سوچتی ہو گی کہ میں نے اسے معذور ہیں جو گھڑا ہے کامی لگا نہیں کر سکتا۔“ فیضان نے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ زیادہ ان کی حیرانگی سے اس کی جذباتی کیفیت کو دیکھا۔

”چھاپا یہ سورتی آنکھ تم اپنی ہنس کو بے شک میرے بیڑہ روہم میں جب تک حل چاہے غصہ عباس زیادہ کے اس لہجے پر کچھ شرمندہ ماہو اسے کپ سے متعلق وہ چہرہ سرخ ہو کر ہنس بول۔

”بھیت ٹوٹ گیا بھائی میں نے اسے کپ سے عباس دل میں روٹا اور اسے تیرا شرمندہ سکراد۔“

”عباس بھائی انھیں درندہ شہابی کا رنگ آپ کے اور انہی کے دل کا۔“ وہ بھائی اس کے سر پر گرا کر کوفتہ کھڑا تھا۔ عباس ٹانگ پرے کرنا دیکھ کر ان کا ہنس اٹھنا انھیں چھٹی کے دل تو مٹنے لگا کہ۔

”انہی کے گھبراہٹ سے میں دراصل متلاش لے رہی ہوں ہو گئے ہیں نہیں نہ قرع قرع کی بات چلیں اگر آپ میرے پوکر مہ سے متفق ہیں تو میں انھیں درندہ شہابی کا لہجہ ہی چاہتا ہوں۔“

”تم نے کیا کیا یا اسے تو دیکھا۔“ اس نے نورا سے اور باہر چلے فیضان کے گھر میں کانا رکھ دیا۔

”نہیں جاننا میں تو مذاق کر رہا تھا۔“ اس نے نورا سے بھائی کا لہجہ کہن میں اپنے لہجے سے بدلتا رہا۔

کھا رہا ہے میں مصروف تھیں۔ ذکر زیادہ کو اٹھانے کیلئے قریب بہت دلوں کے بعد وہ سختی پر پورے سوا قلم کھاتے کی شکل پر تبدیل ہو گئی آکھتے تھے۔
 "اس میں اس کی شکل ہو گئی ہے لئے جا رہا ہوں ترج کر رہی ہوں گے۔"

"نہیں بھی جانوں گا منظر سے بہت دن ہوئے طاقت نہیں ہوئی ہے۔" وہاں کے ساتھ ساتھ انسان بھی لالہ لالہ تھا اس پریشان اس بات سے آگے نہیں کہ وہ نواں بھائی منظر کو بہت پسند کرتے ہیں اس کے خود بھی منظر؟ بھی بھی بھی اٹھی مگر کیڑیوں کے پر نہیں وہ نہیں نواں بخود اور سمجھ لڑکی غلطی ہے یا کچھ دوسلی اس کی شخصیت کا حصہ بھی نہیں ہے۔
 "نہیں تھا اگر ان کی کئی شی ہوئی تو وہ کل منظر کی طرح ہوئی۔"

"پلے جاتے تھے بھی وہ بھی ابھی تکتے ہے کسی روز اس سے اجازت لے کر ایک دو روز کے لیے میں ان کی تم کو انوں بہن ان کے ساتھ لانا چاہے کر ایک سما کی اس بات سے من کامل خوش ہو گیا۔
 "تپ سب اس لڑکی کو زیادہ محبت نہیں دینے لے اب میرے محسوس انداز میں زیادہ سے بڑھ گیا۔"

"یہ بے ہوشی کیوں نہ اہمیت میں آپ سے یہ قوت ہو گا کہ ایک بعد وہ بھی ہی لادیں سو ہم خود اس کی لئے آئے تھے جس میں شاید۔" اس نے بیان کر دیا اور راجہ پورہ تو ایک نئی جڑ چھڑ گئی وہاں نے لکھ دہی سے میدان بھر دیا کیونکہ زیادہ کی شادی سما کا طریقہ نہ ہو سکا تھا اس پر گفتیں چل گئی تھیں۔



ملا آج غیر متوقع طور پر غلطی کے مگر موجود تھا وہ بھی دینی تھیں جانتے آپ کو ان ہی معیبت تھی وہ کئی دن ہو چکا تھا ان کے گھر آیا ہے وہ بڑے لوہے کے لہو لہو فرم نہایت ویکٹر ہو اس کی شخصیت کا حصہ تھا آج نہیں تھیں قلم۔

میں بہت شرم سے ہوں اپنی حرکت پر اگر تپ سنے

مجھے صاف نہ کیا تو میں اس گھر سے قدم باہر نہیں نکالوں گا۔ مجھے اسے چاہا کے ساتھ ہونے والی تباہی کا بہت دکھ ہے مگر تپ نہیں کریں اس کی موت بالکل انتہائی تھی اس میں کسی کا بھی تصور نہ تھا اب تو پورے دور صاف کر رہے تھے کہ اب تک۔" جلد کی گواہی سے نہ بہت کے لڑ رہی تھی ابھی ابھی تک ان کی کہیں سر دکھ کر رہا تھا وہ اب کا کلاس سے دیکھ رہی تھیں جیسے ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا یہ کیا ہو رہا ہے۔ جلد انتہائی دے کر کل ہی آیا تھا اور ان دنوں کے میں موجود تھا۔
 "میں نے صاف کیا۔" کلمہ کی بے تاثر تکرار اور ہی تو یہ سیدھا ہو گیا اور اور لوہر کی باتیں کرنے لگا۔

"میں نے ارادہ کیا ہے لیلی سے بات کر کے تپ کی زمین واپس لانا وہاں کا جو فضل حق اور افسر خود ہی نے دیا ہوا ہے اس سلسلے میں جتنے بھی سے لے ہم دیں گے۔ تپ واپس کی فکر سے کر رہا تھے افسوس ہے کہ پہلے کسی اس بات کا خیال ہی نہیں آیا۔ یہ کچھ پیسے رکھیں کام آئیں گے آخر منظر شہر کے کونج میں رہ جاتی ہے بہت خرید آنا ہو گا۔" قلم کا دل اس کے آخری نظریہ پر کھنکھایا وہ انوں کی گدھی ان کی طرف بڑھانے ہوئے تھا۔

"نہیں نہیں اس کی ضرورت نہیں۔" وہ خود کو خنجر کر رہیں۔

"تپیں آپ کی مرض اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے ضرورت نہیں میں ذرا دیر کے لیے گھر میں ہی ہوں کیونکہ گاج سے فاصلہ ہو گیا ہوں اب پونہ دینی میں داخلہ لیں گا۔ ویسے منظر کے بھی انتہائی ہو گئے ہوں گے۔" اس نے اپنا بیجا جھجھک سے غلامی ہی دکھا تھا۔

وہ بڑا مجھے کیا ہوا تھا ان کا کہ "وہ نرم ہے میں بولیں کیونکہ وقت کا تقاضا ہے یہ تھا کہ وہ مصلحت سے کام لیں ورنہ یہ زہر لانا بہت طیش میں آ کر انہیں بھی تک سکا تھا۔ نین کی بات۔ ان کا ذہن بھی میں چلا گیا تھا۔ صدف نے انہیں بتایا تھا کہ ہماری بہت سی نین نکلیں

”کیا ہو رہا ہے مصلح علیؑ۔“ وہ خوشی سے ہونے لگا۔
 ”جیسے کہ مجھے بھی تو نہیں۔“
 ”دراصل بیٹا میں نہیں جانتے تھا ہوں کہ مجھ کو

۱۴۰۰ء میں چٹاگرام میں ہے کہ "اس کے
بشرط پر اسے قتل دیتے تھے کہ اس کے
کے بچے جانے کے بعد متاعِ اخی سچوں میں تم کو
ملے گا۔" اس سے ظاہر ہے کہ ایک بار ہی قتل
احتمال بھی ہو چکے تھے۔ پھر نہ جانے کیوں انہوں
نے اسے اسے قتل نہ کروا دیا۔ یہاں خود قریبی
معاشرے کا بچہ قتل کر دیا گیا۔ اس نے خود قتل کر دیا۔

میں نے بھی براہِ کام کیا ہے سوئیہ پورس والا
 ایک دوست کا یار تھا ہے اسے سمیٹ کر لکھا ہوا
 اسے میں بھی بڑی شہ بہ ہے تھیں
 قربت کی ادھیہ تو ہر کی میں تم کو جسے ہر خواہ آگے
 کام میرا ہے وہ خود جو کہ کہے گا اسے اپنی آگے
 سے دیکھ لیتا۔ پھر تھوڑی مدت۔ "وہ تم نے کہا
 کرو ساتھ تھوڑا کیا اس نے اس کام میں پوری
 اس کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ حال کو بھلا کر
 یہ ہے تمہارے بھی دل ہٹ کر کھانے کے ہوا

”کھیں“ اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا تھا۔
یہ واقعہ اہل میں ہوا۔ ہر جگہ کہنا شروع ہو گیا کہ
”نہی“ اسے خود سے چٹا اس کے ہونے کا
کہاں وہ ہے۔ کھٹے ٹانے کے معاملے سے گزرتے

بعد روٹانہ لہجہ کی ادنیٰ سہولت۔ ٹوٹ پڑی جن میں
موتک پہلی قی والے لٹنہ سونچی کی مٹائی گود آئے کی
کچور میں شامل تھیں دسکی مٹی کا چڑا سا ڈیہ اور پتھری
اس کے علاوہ مٹی کا قارخہ اس کے بندے پر یہ تھا
مٹیں۔ شہلا بھاگی مٹے مٹی ہوئی تھیں ان کی طبیعت
مکڑیشہ کچھ دھنیل سے کرنی گری رہے گئی مٹی لوہر
اریشہ کے ساتھ مٹی کی مٹا تھا۔ قارخہ نے نور
فاطمہ کو یہ خوشخبری سنائی تھی۔

کہنے پر آج کا دن بہتر ہے۔ فاطمہ کو بعد اصرار
ایک ایک چیز پیش کی گئی۔ رات بند کر کے میں قارخہ
ابراہیم کا قارخہ اور اسماعیل کے دو مٹیاں دیر تک ہاتھ
ہوتی رہیں۔ فاطمہ نے کبھی یاد حلو سے ہونے والی
ایک ایک بات انہیں بتائی ساتھ اپنے خدشات کا
اظہار کیا۔

"ابراہیم بھائی اور قارخہ میں میں چاہتی ہوں کہ
مٹیاں کے لیے اچھا سا روشہ تلاش کریں تاکہ میری فکر
کم ہو میری زندگی کا کوئی اعتبار نہیں ہے کتنے روز گذر
رہی ہوں گلاں میں اپنا کوئی روشہ دار بھی نہیں ہے
پہلی سب امیدیں تپ سے داہت ہیں۔"

"اگر اسماعیل کا روشہ شہلا کے ساتھ ملے نہ ہو چکا
ہو تو انہیں مٹیاں کو بھی ملے۔ یہ فکر محسوس کرتی ہوں کہ
اور پتھری نہیں ہے۔ مگر تم غرمت کو مٹیاں کا جوڑ
اللہ نے اچھا ہی اندازہ لگا۔ ہوا بھی بکری خیال ہے کہ
پتھریاں والہ دین کے جیتے جی اپنے اپنے گھروں کی ہو
چائیں تو اچھا ہے۔ حیثیت ایک مٹیاں کے میں تمہاری
فکر محسوس کر سکتی ہوں۔ مٹیاں کے لیے اچھا سا روشہ
ڈھونڈ لینی قارخہ نے سہل دی تو وہ مٹی پر سکون ہو
گئیں۔"

"فاطمہ! میں اگر تم راضی ہو تو میں تمہاری زمین دلا
کا زہد حل کر دوں گا۔" انہوں نے ابراہیم کے کہنے پر
انکار کر دیا کہ ان کی خود دہلوی کو گوارا نہ تھا کہ ان پر
بے جا بھروسہ لگ جائے۔

"ابراہیم بھائی اگر میری قسمت میں ہو تو مٹیاں کو
اس کا حق مل جائے گا اگر ہمارے مقدر میں یہ چیز لکھ

دی گئی ہے تو ہر سارا میں مجھیں مل سکے۔" انہوں نے بات
ختم کر دی۔ چار روزہ لگا کر ان کے فاطمہ نے واپسی کا
تقدیر کر لیا۔ چلنے سے پہلے انہوں نے مٹیاں کو کھجی
سے گاڑ کر آنے سے منع کیا تھا جسے اس میں کپارو تھا
جو وہ اسے گاڑ کر آنے سے منع کر گئی تھیں۔ حسب
عادۃ وہ اس کی سوچی سے الجھنے لگی تھی۔

حلو نے اپنے کچھ وقتا بدلی کو مٹیاں کی تلاش کے
کام پر لگا دیا۔ وہ خود بھی یہ کام کر سکتا تھا مگر مٹیاں کی
فصلوں میں لگنے کی صورت میں اس کے ہوشیار
ہونے کا خطرہ تھا وہ فاطمہ سے بھی بات معلوم کر سکتا
تھا مگر غصہ آئے تھا تاکہ یہ نہ سمجھ جائیں پھر اس کی
تہم صحت پر پانی بھریا آو یا پتھریاں بھا کر کام کرنا چاہتا
تھا وہ مٹی مٹی اس کے نزدیک چوٹی سے بھی کنوار
تھیں وہی باہر مٹی کے بعد مطلوبہ معلومات اس کے
ساتھ تھیں۔ اس کے علم میں جو کچھ آیا تھا کچھ اس
طرح تھا کہ مٹیاں اپنے ہونے کے علاوہ ابراہیم اور اس کے
مگر تھیں مٹی جو ایک مٹکاری نرم میں اعلیٰ حد سے
فارغ تھے اس کے ساتھ وہ ایک خودیوم بھی ملا رہے
تھے مٹیاں ذرا آج کے ساتھ کالے آبی جاتی تھیں اس
کے مٹیاں وہ گھرتے تھا نہیں مٹیاں مٹی میں پتھری اس کے
ساتھ کوئی نہ کوئی ضرور موجود ہو جائے اس لیے انہوں نے اعلیٰ
کے گھر والوں کے ساتھ اس کا یہ محبت آمیز قارور
کی بات حلو کو خطرے کے احساس میں ڈال دی
تھی اس کے ذہن میں ایسا نہیں ہو چکا ہے۔



"اسمائی! تھنک بھائی مٹیاں میں انٹرنڈ میں مگر
کسی وجہ سے اس کا اعتبار نہیں کر پا رہے ہیں۔"
عہاس نے ایک ایک کر کے وہ تمام بے ضرر واقعات
بیروں کر دیے جو اس کے خیال میں مٹیاں اور نواز کی
محبت کا اظہار کر دیا تھا کچھ دیر فائدہ ہوئے پھر اس میں
ڈھیل رہیں پھر ان کے چہرے پر مسرت کے سب رنگ
نکھر گئے۔

"ابھی بات ہے میں آج ہی تمہارے یہاں بات

کرتی ہوں مجھے زیادہ کی ملاوی کا بار اور میں سجدہ نہ کر سکتی
 اور ہم لوگ اپنے اپنے کھانے کو غور سے دیکھتے جاتے ہو
 جیسے میں اپنی زبان جاتی ہوں۔ تمہیں کیا پتہ تھیلی کا
 غراب کتنا برا ہوتا ہے میری ہوا میں گھر میں گئے کی تو
 میری تھیلی بٹا کر لے۔

وہ کہیں سے کہیں تھکی گئی تھیں ایک الوی جڈے
 نے ان کے چہرے کا مطالعہ کیا ہوا تھا۔

منا کے قہار دیکھ اس سے ان کے وجود میں روپے
 دکھائی دے رہے تھے۔ اب وہاں کوئی کچھ کا ان کا مطالعہ
 باہر اور فائدہ نے زیادہ کو سر پر اتر دینے کے چکر میں کچھ

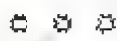
اور ہی سوچا تھا کہ وہاں سے زیادہ اور ابراہیم سے بات کر
 لی۔ مگر انہیں یہ بات نہیں تھی ہو رہی تھی کہ زیادہ
 منافع میں دیکھنے کے لئے رہا ہے کیونکہ اس کی موجودگی میں
 وہ یہاں نہیں جا رہا رہی تھا انہیں بالکل بھی نہیں لگا
 کہ وہ منافع کو پسند کرتا ہے نہ منافع کے کسی عمل سے
 یہ بات ثابت ہوئی تھی۔ کچھ بھی تھا وہ فائدہ کے
 سامنے سرخرو ہونے کے تصور سے ہی سرشار ہو گئے۔

فائدہ کو اندر سے دکھنا سہا اب کیونکہ وہ زیادہ کو بار بار منافع
 کے دلاوا کے روپ میں دیکھ چکی تھیں۔ مگر بعد میں
 اپنی اس حیرت انگیز سوچ پر خود ہی حیرت مند ہو گئیں جب
 اوپر والے نے وہ منافع کو دیدہ کیا ہے تو اس کا ہر ذرہ
 ادا ہوا وہ منافع کا اس دنیا میں ملنے کے اور ہمارے
 علاوہ کوئی نہیں ہے اگر اسے اچھا بول کر کیا ہے تو یہ
 کی بھی خوشی بنتی ہے۔ والدین نے وہی طور پر فائدہ
 اور بار سے کہا وہ فائدہ سے بات کریں گے فائدہ ہی
 وقت فائدہ کے پاس ملے کو تیار تھیں غمناک تھی۔ نہ
 گئی۔ چنانچہ وہ سر سے زردان کی کھلی روٹ ہو گئے۔

پرانے وقتوں کی اس شاندار سی خوشی کو دیکھ کر وہ
 دونوں میاں بیوی متاثر ہوئے تھیں سارے نہیں منظر
 میں فائدہ کی ذات ان کی کشش اور مقناطیسیت کی
 حامل لگ رہی تھی جس کی طرف وہ بے اختیار ہنستے
 چلے گئے۔ انہیں نے ان کی آمد کا سبب بتایا تو سب سے
 پہلے فائدہ نے شکرانے کے نو ذریعہ ادا کیے انہوں نے
 منگ والی سے باہر اور فائدہ کو اپنے پاس سے منگوا لیا

از حد متاثر ہوئے انہیں یہ جان کر حیرت ہوئی کہ فائدہ
 کی محبت ہی چاہتے رہا ان لوگوں کے بچے میں ہے پر
 فائدہ نے کچھ تک اس کے لیے کوئی کارروائی نہیں کی
 ۔ فائدہ کے دل کو وہاں ہی رہا کی کہ فائدہ کا بیک
 کر اور بہت مضبوط ہے۔

پاکستان مشورے پر فائدہ اور ابراہیم سمیت فائدہ نے
 بھی حاکم کی کچھ باتوں کا بار اور فائدہ سے ذکر نہ کیا تھا
 بھی تو وہ دوش سے بھاگتے تھے کیا ضرورت تھی اس بات
 کو اچھا لے انہیں نہیں تھا اس لئے کہ بعد ملے منافع
 کا کام تک بھول جاتے گا۔



ای ایسے تھے اسے یہ خوش خبری سنا کر چاہی
 تھیں۔ وہ کتنے چکر لے کر سو گھوم کر تپیں پہنچ گئی۔ یہ
 کیا ہو گیا تھا ای کی کہ رہی تھیں ایسا کیسے ہو گیا تھا۔

اس موقع پر زیادہ اور منافع۔ انہیں نہیں
 میرے کانوں نے سنتے میں غلطی کی ہے ہلا کہ زیادہ
 اور کہیں منافع۔ اور میں نے جو فراموش کیے تھے۔ زیادہ
 کو پانے کے اس کی ہر قسم میں میں نے تصورات کی
 کتنی چیزیں ملے کہ میں نے سمجھ لیا ہو گیا۔ منافع کو
 میں کتنی معصوم سمجھتی تھی اور وہ کیونکر میرے حق
 ۔ ڈاکہ ڈالنے والی صاحبہ! انہیں مجھے شروع سے ہی
 سمجھ لیا جا رہے تھے کہ عیاس کا سے خصوصی توجہ دینا
 اسے کمر کی ایک ایک چیز دکھانا تھا! انہیں سوچوں پر
 اسے بلانا یہ سب بے حجب نہ تھا اس منافع کو بھولنا
 کی نہیں۔ منطقی فیصلہ پوری طرح اسے اپنے بچے
 میں لے چکے تھے منافع سے اسے بہت غرت تھوس
 اور وہی تھی۔ وہ تکیے میں منہ چپائے مسک مسک کر
 رہ رہی تھی۔

”آئی انہیں ملے گا وقت ہو گیا ہے مغرب کی آواز
 بھی ہو چکی ہے۔“ منافع ٹوب لائیں ہلا کر لوٹ گئی
 چڑی وہ شکر کی طرف لگی اور سارے اس کا شکر دہرایا
 پر وہ بڑی تیزی سے اس کا ہاتھ جھپٹتی تھی۔ اب
 اس کی آنکھیں اتنی سرخ ہو رہی تھیں منافع کو خوف

آنے لگا۔

"چلنا اس وقت ملی جو سیری طبیعت اچھی نہیں ہے۔" وہ شانہ نے اپنی رکھلی چھپانے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ اس کے کہنے میں بے پرواہی تھی اور بیگانگی بھی منہ پر دکھائی دیتی تھی۔
 "جیت نہیں آئی تو کیوں گیا ہے جو اس طرح کر رہی ہیں پہلے تو کبھی میں نے انہیں مدد دے ہوئے نہیں دیکھا ہر وقت اپنی ہنسی راتی میں اور مجھ سے کتنے بار سے خوش آتی تھیں آج انہوں نے کسی طرح بات کی بہت سیرا بل کر پچی کر پچی ہو گیا ہے۔" منہ پر کی آنکھیں بھی برس برس کر رہیں۔



"سہا آپ کیا کہہ رہی ہیں۔" وہ حیرت دے رہے تھے اس کی طرف سے کچھ نہ تھا۔

"میں یہی کہہ رہی ہوں جو تمہارے دل کی آواز ہے۔ ہم نے تمہارے دل کی بات چلی لی تم اس پر خوش نہیں ہو آخر تمہاری مرضی بھی تو کیا ہے۔" وہ مکمل اطمینان سے بولیں تو زیادہ کامل چلا اپنے سر کے بل غصے سے سوچ رہی تھی کہ اس کے سر میں وہ ہونے لگا کہ انہیں یہ غلط بھی کیونکر ہو سکتی ہے نہ وہ منہ کو بند کرنا ہے نہ جیت اس نے تو کبھی غور سے منہ کو نہ کھلا بھی نہ تھا کہ یہ عیبت۔ سچے سوچتے تھے وہ اسے معلوم ہو ہی گئی تھی۔ "سب کیلئے ہر احساس کا تقاضا ہے یہ اس کی شادی کا زیادہ اہل تھا وہاں جانے جانے سے منہ کی قورل کرنا تھا ان تمام باتوں سے قطع نظر اسے سماج سے بہت شرمندگی محسوس ہو رہی تھی وہ اس کے بارے میں کیا سوچتے ہیں گے اس نے ایک لڑکی سے شادی کا وعدہ کیا اس کے ساتھ باہر جانا ہوا تھا وہ کوئی اس پر زور تھا کہ وہ اپنے تھا جو کسی گری ہوئی حرکت کرے اس کی ایسی ہی طرح مجھ سے ہوئی تھی۔

"مجھ سے تمہارا کیا خواب ہے میں منہ کی لہر سے بات کر آئی ہوں۔" اسے بہت دیر سے خاموش دیکھ کر فائدہ سے سوال کیا تو وہ دھوکہ دے کر انہیں

دیکھ کر رہ گیا۔

"جیسے آپ نے سب کچھ طے کر لیا ہے تو میرا جواب معلوم کرنے کا قاعدہ۔" وہ لے لے لے لے لے لے لے کرے سے نکل کر پھر فائدہ نہ کر رہی تھی وہ منہ سے جانے اس نے سہی نہیں کیا تھا اور لڑا انہیں ہو کر گئیں کیا تھا۔ وہ سر جھٹک کر رہ گئی۔

زیادہ سیدھا عباس کے اس تیا تھا جو یہ سوٹ کٹنول ہاتھ میں پکڑے بلدی کے کھیل بدل رہا تھا۔

"اسے فوراً" بند کر دو مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔" زیادہ ناگوار بہت عجیبہ تھا سو عباس کو کسی طرف کی جرات نہ ہوئی اور اس نے چپ چاپ اس کے علم کی طرف دیکھ کر رہ گیا۔

"میں کھلی فرما رہی ہوں۔"

"تم نے مجھے سماج کی نگاہوں میں گر دیا ہے تم نے جھوٹ کیوں بولا کہ میں منہ پر اسے اثر ملے ہوں اس سے محبت کرنا ہوں اس سے محبت کی کتنی چیزیں رہا ہوں۔" زیادہ سے عباس کا سر میں پڑ گیا اور اسے زور سے بھونکا انہیں ساری زندگی تمہاری اس غلطی کو معاف نہیں کروں گا آئندہ کے لیے بھول جانا کہ تمہارا کوئی بڑا معاملہ بھی تھا اس سے بہتر دیکھو اسے اس پر مایہ عباس اپنی بیٹی آنکھوں سے ابھی تک دیکھ رہی تھی طرف سے کہہ رہا تھا اسے شک ہے کہ تمہاری کا وہ یہ کتاب رشتہ اور ابھی ساتھ سے وہ ناکارے لگاوا ہوں قریب نظر کا شمار ہوا تھا اس کی غلطی کی تھی اس سے ہو گئی تھی کہ وہ نواز کا بھرم تھا تھا کہ وہ والوں کو ابھی تک ان کے درمیان کشیدگی کا پتہ نہیں چلا تھا۔ فائدہ نے زیادہ کی خاموشی کو اس کی رشامندی تصور کیا تھا۔

منہ کی غلطی کا بنگالہ کچھ دیر غصے سے رہا تھا۔ کمر کا تمام سامان کھنچا ہوا تھا ہر چیز بے شکانہ تھی اس نے ہد کر دینے کی کوشش کی مگر شہناز بھی اسے نہ دیتی تھی اسے کمرے میں بٹھا نہیں اسے کمرے سے بھی نہیں دینے دے کہ تمہاری ابھی ابھی تصویریں دیکھیں گے۔ اگلے اور فائدہ دے کرے میں نہیں۔ فائدہ

انھیں منافع کی سسرال کے بارے میں بتادی تھیں۔
 ان کے چہرے پر پھیلا ہوا "ٹھیکہ" اس کی ہل سرت کا
 فواز تھا۔ اس پر کڑکھانے والی تھیں کہ منافع کا رشتہ اتنی
 اچھی جگہ سے ہو جائے گا۔

منافع کے لیے یہ سنگی استانی غیر متوقع تھی اسے
 چند گھنٹے قبل اس بات کا علم ہوا تھا کہ اس کی سنگی ہو
 رہی ہے۔ اس کا وہی مال ہو جو حیرت کی زیادتی کے
 سبب ہو تا ہے۔ اس نے خود کو حالات کے عداد سے یہ
 چھوڑ دیا تھا وہ کامل کا خوشی سے چلتا چلا آ رہا ہے۔ کتنا
 چلتا تھا تھی عباس ابھی اس کے پاس تھا تھا اس نے
 سنگی کی تیار یوں میں مستعدی جو خوشی وہ خود سے حصہ
 لیا تھا وہ کہہ اس کامل اندر سے بھاہوا تھا اس کے دل
 کی مراد تھی اسٹیٹ سے پوری ہو گئی تھی مگر وہ اندر سے
 بچھ چکا تھا کہ کمرے میں کچھ تصویریں ہلی تھیں وہ
 یو تھی اس کی تصویریں ہلنے لگی تھیں وہ یہ دیکھا تھا کہ منافع
 بہت خوش ہے یہ خاموشی دیا کی وہ جیسے نہیں تھی
 اسے بھی بچھ چکا تھا کہ زیادتی طرح وہ بھی بے خبری
 میں ماری گئی ہے۔ تصویریں ہلنے کے بعد وہ باہر چلا
 تھا۔ اور شہر اور شہلا دیکھ میں تھیں وہ شانہ نہیں تھی
 نظریہ آ رہی تھی۔ وہ وہیں سے گھر کے لیے نکلی تھی۔
 آج اس کامل بچھ سے زیادہ اس میں طویل تھا کتنی دیر وہ
 بے مقصد گاڑی پر ڈال رہا تھا۔

وہ شانہ نے منافع سے بات چیت مکمل طور پر بند
 کی ہوئی تھی اگر منافع سے اس کا سامنا ہو بھی جا تو وہ
 قہر کا یہ اظہار کبھی لکھنا نہیں کر پاتا تھا اسے تصویر تھی
 رہتی۔ اور منافع بچاؤی تہہ دست لکھن میں تھی کہ
 ایسا کیوں ہو رہا ہے وہ شانہ اس طرح کیوں کر رہی
 ہے۔

فون کی بھڑکھڑ مسلسل بج رہی تھی مگر میں صرف
 منافع یا وہ شانہ تھی جب وہ باہر نکلی ہوئی تو منافع نے
 ریسرہ اٹھا لیا۔
 "اسلام علیکم"

"و علیکم السلام"

"جی آپ کون؟" اس نے پائل بھی نہیں بچا
 اس لیے سوئی کیا۔

"جی آپ کا نام خاص ملک ملہ اور کون؟" بڑے
 ذہن کا وہ نہ مگر خیانت گھر سے لیے میں عرض کیا کیا تو وہ
 نکلت گئی۔ یہ اس کی پہلی کی استا تھی۔
 "گنگ گنگ۔" کہیں فون کیا ہے۔ اس نے غلام
 تھی لیجے میں سمونے کی کوشش کی۔ وہ سنی طرف
 ایڑ پیس سے ملے کے پٹنے کی گواہ آنے لگی۔

"اچھا سوال ہے تمہاری کچھ چیزیں ہیں میرے پاس
 دیکھو کی تو نیران وہ بانجی۔"

"میری چیزیں آپ کے پاس۔"

"ہاں تمہاری چیزیں تمہاری تہہ کی بیاری تصویریں
 ہیں میرے پاس اس کے علاوہ دیکھو کیست میں بھی کم
 بڑے اور کچھ بے شمار انداز میں ہو۔" ملہ پٹنے لگا۔ تو
 منافع اور گئی جانے وہ کون سی تصویریں کی بات کر رہا
 تھا۔

"مگر میں نے تو کبھی تصویریں نہیں بنوائیں صرف
 سنگی پر میری تصویریں بنائی تھیں۔"

"بہت بھول ہو اسی مصیبت۔ تو میں مر رہا ہوں
 یہ سائنسی دور ہے منافع صاحب نا تھیں کو ممکن کر
 دیکھنے والا مگر حال یہ نمبر نوٹ کرنا اور کچھ ملے ہو تو
 فون کر کے بتاؤ وہ نہ بچو رہا۔ مجھے تمہاری وہ غلاب
 تصویریں تمہاری ہونے والی سسرال پہنچائی ہیں
 مگر۔" پھر وہ نمبر نوٹنے کا منافع سے خاک نمبر نوٹ ہوا
 تھا اس کے ہاتھ سے تو ریسرہ بھی کر گیا وہ دیر لگے
 سی گئی۔ اسے بالکل ہمانہ تھا کہ آئندہ وہ وہ غلاب سے کیا
 سامنے آنے والا تھا۔ وہ سنی طرف موجود وہ شانہ نے
 نمبر نوٹ کر لیا اس نے بھی اٹھا۔ "و ریسرہ اور اٹھا لیا تھا اور
 اب ان کی گفتگو کا ایک ایک لفظ سن چکی تھی۔ ملہ
 نے ریسرہ رکھا تو اس نے بھی رکھ دیا۔ اس کے
 ہونٹوں۔ ایک ہر اسرار مسکراہٹ پر رقاصہ تھی وہ اپنی
 کلاسیکی گے آواز سے ہی مسرور ہو رہی تھی ناگہی وہ
 تار سلی کا اس میں نہیں در جا سوا تھا تھے دلنا سے وہ

جس آگ میں جل رہی تھی اب سرد ہوتی لگ رہی تھی۔
 دی تھی پھر درشانہ کی غرت سے بھی بچنے کے لیے
 اسے فرار چاہیے تھلاہ ماہ کے حملہ ہوا ہر گھنٹہ گئی۔

○ ○ ○

○ ○ ○

ان سب کے لیے متلع کی آمد سربراہوں سے کم نہ
 تھی فائدہ لے کر بڑے پار سے اس کی پھٹائی چوری
 فیصلن کو خوشی سے بے قابو ہوا مگر اب فائدہ کچن
 میں مصروف تھی اور وہ وہاں حسب معمول اس کا
 دلی کھڑے تھے کچھ دیر بعد زیادہ بھی آگیا۔ سٹی کے
 بعد اس نے بھی بار متاع کو دیکھا۔ یہ دیکھ کر وہ سری
 قسم کا تھا اس لیے احساس و فکھ کا بدلہ لانا ہی اس وقت
 حکمت کا احساس غریب خود اس کے ہر انداز میں اور تھا
 مگر شوق قلم ہرگز کو جلا کر اس نے متلع کے بارے
 میں سوچنا تو اس سے انکسری تھی۔

”کیسے نہ کیسے تو میری سٹی صحتی تھی پھر متلع
 سے ہی تھی۔“ اس سوچ نے اس کے ذہن و دل کو
 برسرِ کربا متلع اس کی نگاہوں کی چشم سے گھبرا
 گئی تھی۔ زیادہ کو بے اختیار متلع سے اپنا دلی
 ملاقات یاد آگئی۔

”نہ جانے یہ لڑکا اتنی عجیب فانی کیوں ہے۔“ اس نے
 سوچا تو کھٹواں اہل میں رات کا کھٹا کھٹا آگیا۔ کھٹے
 کے بعد متلع نے سب کو چائے خود سوئی۔ انھیں آتھی
 اس کے بعد سونے کے لیے اٹھ گئے۔ زیادہ فانی کر کے
 لگا فضاں ہاتھ کر اور عباس کو بھی ضروری کھانا یا آگیا۔
 یہ سب اہستہ غیر محسوس انداز میں ہوا کہ متلع کو یہ بھی
 نہ چل سکا کہ وہ بڑے اہتمام سے فی دلی پر مشر
 ہوئے وہاں ایک انتہائی مشہور مستقبل پر کارندہ کو
 رہی تھی۔ جس میں واقعت یل یل رنگ بدل رہے تھے
 زیادہ جو کسی فون کر کے مزارقین کی بل پھر بچنے کی اس
 نے ایک دو خانے رک کر رہی ہوا تھا۔

”میں مانی لگا۔“ اس کے منہ سے پہلا جملہ بھی یہ لگا
 ہوا جس میں بے پناہ نصف تھا اس کی سمجھ میں نہیں
 رہا تھا کہ متلع سے کیسے بات کرے۔ وہ اس کے
 پہلا دیت تھا کہ پورے پورے جگے کو اس پر غور تھا کہ

”نصیب و شہیں طبیعت تو ہمارا نہیں ہے میں تو
 ایسے ہی چلا آیا کہ کئی روز سے متلع کی شکل نہیں
 دیکھی اسی بلانے ملاقات ہو جائے گی مگر تم تو کئی کروز
 اور شکل سے ہمارا لگ رہی ہو۔“ عباس بڑے روزیہ
 اپنے مخصوص انداز میں نظر آ رہا تھا یہ جانتے بغیر کہ
 متلع کے طہ یہ کیا کر رہی ہے وہ ایک دم سے دانا
 شروع ہو گئی۔ عباس ہنس سے انداز میں اس کی شکل
 دیکھنے لگا۔

”چنانچہ ہو جاؤ کیا کسی نے یہ کچھ کہہ دیا ہے اچھا
 چلو آؤ اللہ سے کھر پڑے جس کچھ دونوں کے لیے سب
 نہیں مگر تو رہے ہیں میں آتھی سے اجازت لے کر
 آتا ہوں۔“ اس کی سٹے لہجہ کا ہر لفظ تو درشانہ سے
 نکراتے نکراتے پہلے۔

”اٹھا کیا فانی سین ہے تم بھی اور میری ہو میں
 دراصل متلع کو کہتے آیا ہوں تمہارے کہا ہے میں زرا
 آتھی سے اجازت لے توں پھر تم سے ملا ہوا ہاتھ کرنا
 ہوں غصہ خدا کا میں اتنے روز ہمارا رہا نہیں اتنی
 توفیق ہی نہیں ہوئی کہ مجھے فون کر کے پوچھ لی۔“
 اور وہ عباس سے ہر تھماری طبیعت کا کیا حال ہے زندہ
 ہو یا مر گئے ہو۔“ وہ زندہ تو زندہ کر لڑا اور رتوں والے
 انداز میں ہاتھ نکال کر بولا تو درشانہ دس چڑی۔ کچھ دیر
 کے لیے وہ سب کچھ فراموش کر گئی۔ عباس کی کھٹی کی
 یہی تو بات تھی افسانہ فرشت ہو جانا تھلا وہ شرمندہ
 شرمندہ ہی کہہ لیں پیش کر کے بھی تو اسے وہیں کھڑ
 چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔ اس کی ساری رہیں و افق کے
 تھلا کی طرح تن کی گھٹیں رقت کا زبر اس کے او
 میں جیسے سرایت کرنے لگے۔ عباس کو متلع کو ساتھ
 لے جانے کی اجازت لی چکی تھی۔ عباس کے کہنے پر
 متلع اسے کپڑوں کے دو دوڑے رکھ لیے تھے خود اس
 وقت بھی ہمدردی کی دوست کی ضرورت محسوس کر

اگر وقت خود کو پہنچاتا چار محسوس کر رہا تھا بات یہی
 ایسی تھی کہ سری طرف سے یہ ہم انکھڑے سے بتایا
 تھا مگر اس کی دلالت اس کے نقل کردہ ہے۔ انہوں نے
 زیادہ سے زیادہ کسی طرح کسی منظر کو محاط کرنے کی
 کوشش کی۔ لا ٹھہر گئے نہ جانے وہ کیسے اتفاقاً صدمہ
 سہا رہا ہے۔ زیادہ سے پہلے بار صاحب کو چنگا کر اس
 صورت حال سے آگاہ کیا اور دوبارہ منظر کے پاس آیا
 جو اسی طرح حجاز میں تھیں۔ جس طرح منظر کو ذکر
 کیا تھا اسے منظر پر بہت ترس آیا۔ اس نے وہ
 اسے اپنے چہرے سے بہت قہقہہ محسوس ہوئی۔
 "منظر" اس کا لہجہ اتنا نرم ہو گیا کہ وہ منظر کا
 اسے اپنی مانتوں پر شہر سہا ہوا واقعی زیادہ سے ہی اس کا
 ہم لیا تھا۔
 "منظر" دوبارہ اسے پکارا مگر تو وہ بے اختیار اپنی
 جگہ سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔
 "تکلف" کی کیا بات ہے۔ "وہ بری طرح گھبراہٹ تو
 زیادہ ہو رہی کا احساس اسے چند ہی منٹوں میں اس کے
 کندھوں پر دونوں ہاتھ رکھے ہوئے دیکھ کر ہی گئی وہ گلاب و
 بے اختیار اس کی تحریر کو اپنا ہی بھی منظر کے چہرے
 سے کس وقت چہرہ سنا تھا تو پھر زیادہ تھا اس نے فوراً
 ہاتھ اٹھا کر اپنے سینے پر پاندہ ہے "منظر" آپ کی ایسا
 کا ایک سیلنٹ ہو گیا ہے۔
 "تک" کیا۔ "منظر" دکھائی گئی تھیں اس کی
 آنکھیں، جل جھل ہو گئیں پھر اسے اپنی آنکھوں پر کوئی
 اختیار نہ رہا تھا اس اور فائدہ سب سے پہلے منظر کے
 پاس سے اس کی بہت جوا بچہ دے گئی تھی۔ فائدہ
 اسے زبردستی بشکل تمام گاڑی تک لایا۔ زیادہ سے
 تمام وہ انہوں کو لایا یہ پھر کچھ دیر کو بیات نہ خود بھی
 گڑی میں آجیٹا۔
 پوئے تھیں۔ بچے کے فوہ جھگڑیں پیچھے دوڑاڑے
 سے آگے وسیع برقعے میں بہت سے مرد و عورتیں
 تھیں۔ منظر کو صورت حال جانے میں بہت گھر
 کی بھی پرند گئی وہ خوش و خرم اس سے بیگانہ ہوئی فائدہ
 کی باتوں میں لڑکھائی اسے چند ثانے کے لیے

ہوش آگیا اس صدمے کا احساس ہوتا تھا وہ پھر بے
 ہوش ہو چلا۔ فائدہ کی موت کے بارے میں طرح
 طرح کی چٹنگیں ہو رہی تھیں گھوٹوں والوں کے
 مطابق کوئی چہرہ فائدہ کے گھر میں کر کے لے
 تھا۔ اس کی طرف سے سوجھ بوجھ نہ ہونے کا
 گھوٹ کر اسے بار بار اس کی ہی کہانی تھی۔ گھر زیادہ
 بزرگ تھا۔ انہوں نے مل کر بھی منظر لیا اس کے بچے
 کوئی اور ہی رات ہے کیونکہ فائدہ کے گھر وہ جسم میں
 مزاحمت کی رشتہ نگار تھی۔ پھر کہ اور جس بھی
 تھیں جو اس کے ذہن میں شک ابھی رہی تھیں مگر اس
 نے افسار نہیں کیا۔ منظر کے فائدہ کا یہاں تھا کہ تمام
 پر ہوا کیا غور کیا جیسے محسوس گنجی فائدہ کے نقل بہت
 محسوس تھا منظر بے چین سے انداز میں فائدہ کی گود
 میں سرکے تھے۔ کوئی بھی اندوہ کر اس کے اندر تھم ہو
 تھے۔ وہ گھر میں ہوا تھا کہ گھر میں چہرہ انزل ہی تھے
 ۔ گنجی فائدہ کے جوی تھے۔ گھر کی دیر بعد سب چلے
 گئے۔ اب صرف فائدہ کا فائدہ "ایرا ایم" اور وہاں ہی
 تھے "ایمن" زیادہ دو شاندار پیر و فوچلے تھے ان
 سب کا انوار۔ کل پھر تھے کا فائدہ کرچہ آئے جانے
 میں ہی دس گھنٹے صرف ہو جاتے تھے مگر اس کتے
 وقت میں ان کے سہا منظر کا فائدہ کون۔ وہ سب دل
 کی گھبراہٹوں سے اس کا دکھ محسوس کر رہے تھے کہ
 وہ بھی تھے۔ وہیں میں دو شاندار زیادہ کی گاڑی میں
 بیٹھی وہ خود ڈرائیو تک کر رہا تھا ان سے منتشر رنگ رہا
 تھا۔

اگلے آئے والے چار دن فائدہ "ایرا ایم" اور فائدہ
 سمیت منظر کے گھر ہی رہے۔ فائدہ نے دو شاندار سے
 کہا تھا کہ وہ ان کی طرف بھی پھر کا گھر لے جانے ہوا
 نصیب سے گھر کا کیا مشر کیا ہو۔ اس سوچ کے زیر اثر
 انہوں نے دو شاندار کو گھر کا خوش رہنے کو کہا تھا اس
 نے پہلی بار داری بھنکی بلکہ اس رات تو ان کی
 طرف ہی دھڑک گئی کیونکہ ارشہ بھی تھے آئی ہوئی
 تھی اب شہلا جو بھی آئی تھیں اس لیے وہ بے فکر
 سی تھی۔ اس نے نوٹ کیا کہ وہاں منظر کے ساتھ

اگر وقت خود کو پہنچاتا چار محسوس کر رہا تھا بات یہی
 ایسی تھی کہ سری طرف سے یہ ہم انکھڑے سے بتایا
 تھا مگر اس کی دلالت اس کے نقل کردہ ہے۔ انہوں نے
 زیادہ سے زیادہ کسی طرح کسی منظر کو محاط کرنے کی
 کوشش کی۔ لا ٹھہر گئے نہ جانے وہ کیسے اتفاقاً صدمہ
 سہا رہا ہے۔ زیادہ سے پہلے بار صاحب کو چنگا کر اس
 صورت حال سے آگاہ کیا اور دوبارہ منظر کے پاس آیا
 جو اسی طرح حجاز میں تھیں۔ جس طرح منظر کو ذکر
 کیا تھا اسے منظر پر بہت ترس آیا۔ اس نے وہ
 اسے اپنے چہرے سے بہت قہقہہ محسوس ہوئی۔
 "منظر" اس کا لہجہ اتنا نرم ہو گیا کہ وہ منظر کا
 اسے اپنی مانتوں پر شہر سہا ہوا واقعی زیادہ سے ہی اس کا
 ہم لیا تھا۔
 "منظر" دوبارہ اسے پکارا مگر تو وہ بے اختیار اپنی
 جگہ سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔
 "تکلف" کی کیا بات ہے۔ "وہ بری طرح گھبراہٹ تو
 زیادہ ہو رہی کا احساس اسے چند ہی منٹوں میں اس کے
 کندھوں پر دونوں ہاتھ رکھے ہوئے دیکھ کر ہی گئی وہ گلاب و
 بے اختیار اس کی تحریر کو اپنا ہی بھی منظر کے چہرے
 سے کس وقت چہرہ سنا تھا تو پھر زیادہ تھا اس نے فوراً
 ہاتھ اٹھا کر اپنے سینے پر پاندہ ہے "منظر" آپ کی ایسا
 کا ایک سیلنٹ ہو گیا ہے۔

"تک" کیا۔ "منظر" دکھائی گئی تھیں اس کی
 آنکھیں، جل جھل ہو گئیں پھر اسے اپنی آنکھوں پر کوئی
 اختیار نہ رہا تھا اس اور فائدہ سب سے پہلے منظر کے
 پاس سے اس کی بہت جوا بچہ دے گئی تھی۔ فائدہ
 اسے زبردستی بشکل تمام گاڑی تک لایا۔ زیادہ سے
 تمام وہ انہوں کو لایا یہ پھر کچھ دیر کو بیات نہ خود بھی
 گڑی میں آجیٹا۔
 پوئے تھیں۔ بچے کے فوہ جھگڑیں پیچھے دوڑاڑے
 سے آگے وسیع برقعے میں بہت سے مرد و عورتیں
 تھیں۔ منظر کو صورت حال جانے میں بہت گھر
 کی بھی پرند گئی وہ خوش و خرم اس سے بیگانہ ہوئی فائدہ
 کی باتوں میں لڑکھائی اسے چند ثانے کے لیے

ہوئے والے لہوائے کی وجہ سے بہت جیب جیب ہے۔
 کھانے کے بعد وہ حراجہ لینے سنائے گئی جو اسے
 پڑ جانے کے بعد وہاں پیش آنے پر عیاس لڑا اس میں رہا۔ پھر
 وہی بلین بد شکست کے بعد دکانگیر کو کرنے لگی وہ سر
 بھند کر زیاد کی طرف حجبہ ہوئی جو چائے کا کاک
 قمارے جگے جگے پسکلی لے رہا تھا اس نے کھانے کا
 اقد تک نہ لڑا قمارے کو ملے آرام وہ شکار سوٹ میں
 بلوس شخص کی آستین موڑے وہ بے پناہ جلوب نظر
 لگ رہا تھا پھر عیاس بدائیں لیتا اٹھ کھڑا ہوا اور سونے
 کے لیے چلا گیا زیاد البتہ وہیں قمارے بھی اس کے برابر
 سونے کے بیچہ بھی ہو چائے کاک وہ کہہ کر اس طرف آ گیا
 تھا۔ ہاتھوں کی انگلیاں موڑتے ہوئے وہ بے پناہ
 مضطرب لگ رہا تھا۔ زیاد کی گفتگو لنگھوں سے اس
 کی بہ کیفیت و شہود نہ سکی۔

”دشمنہ آپ کچھ پیش ہیں؟“ وہ نرمی سے بولا تو
 اس نے ایک ٹائیپ کے لیے نگاہیں اٹھا کر زیاد کو دیکھا۔
 ”تپ کی مشاعرے کے ساتھ کششٹ گئی؟“ اس
 نے ایسے وقت میں اس سے عجیب سا سوال کر دیا وہ
 تو سمجھ رہا تھا کہ وہ قمارے کی دوست کی وجہ سے افسردہ ہے۔

”بھئی کپ نے یہ سوال کیوں کیا ہے میرے لحاظ
 سے تو یہ پھر ضروری ہے میری شادی کس سے نہیں تو
 ہوئی ہی گئی پھر مجھے بھی اتنی وقت ہی نہیں ملا کہ کسی
 کے ساتھ کششٹ کر سکوں سو تمہا ہی بات مان
 لی یہ کششٹ والا قیاس عیاس کا پھیلا ہوا ہے اسی
 وجہ سے میری اس سے بات چیت ابھی تک بند ہے
 جب تک کہ تمہا کو اصل صورت حال سے آگاہ نہیں
 کرے گا یہ غار اصلی پر قمار رہے گی میں اس طرح کا
 شخص نہیں ہوں یا نہ سونہ وہ میں میں مجھے وہ نہیں یا
 ظرت کا نام نہیں ظ اور عیاس نے تو اسلئے بنا
 دیا۔ ایسے ایک بات سے آپ کی کزن سے جڑی
 ہوئی ہر وقت ہراساں اور کھراں کھراں رہتی ہے
 بلکہ مجھے بہتہ بھار لڑکیاں بھی لگتی ہیں ابھی تک
 آپ کی کششٹ میں مشاعرے میں وہاں ظرت نہیں آیا جو

آپ کی شخصیت کا حصہ ہے۔“ زیاد کے غرق انداز
 سے وہ خوش ہو گئی۔

”تپ نے مشاعرے کے بارے میں چھان بین کی پھر
 مطلب ہے اس کی صفات اخیسوں خاصیتوں کو چھو کر
 پرکھا۔“ سے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ دل کی بات کیسے
 زبان پر لاسکے۔

”بھئی تک چھان بین کی بات ہے تو تمہا نے
 مضمون ہو کر ہی جنگنی کی ہے وہی علوات ’ٹھیکیاں‘
 خاسیاں تو وہ ساتھ وہ کہہ رہی پتہ چلیں گی کہ مجھے حیرت
 ہے کب اپنی کزن کے بارے میں ایسی باتیں کہیں کر
 رہی ہیں۔“

”تپ پوچھنے والے تو بڑے جلدی دیدہ ہوتے ہیں
 میں ایسے ہی سوچا آپ کے خیالات تو معلوم کیسے
 جائیں۔“ وہ بڑی سنگینی سے بات کرتے کرتے
 موضوع بدل گئی۔



جو کچھ قمارے عاجز نہ اسے بتایا اس نے مشاعرے کے
 حواس ہی کم کر دیے تھے جب خفا خرد اور فاقہ پھر ہو کر
 اور آرام کر کے کششٹ کے ساتھ حراجہ اور آزاد انداز
 میں چوکی ہو کر فخر اور حسرت سے احوال کی باتیں طرف
 بنے کھول کی قمار کی طرف اٹھیں مشاعرے میں بھی
 فن کے پر سرارت انداز سے قاف ہوئی۔
 ”مشاعرے پڑھتے تم سے ضروری بات کہل ہے۔“
 مشاعرے اٹھیں کرے میں لے لی۔

”مشاعرے پڑھنے کے اپنے مرنے سے صرف ایک
 دن پہلے مجھ سے طلق لے کر یہ باتیں کس دور میں
 صرف تمہیں قمار ہی ہوں۔ کچھ دن پہلے قمارے لنگھوں
 کی حویلی تھی مجھے بڑے ملک کے پاس اپنی زمینوں کے
 سلسلے میں پر ملک افکار نے چکر بہن سے کوئی اونچا
 سلوک نہیں کیا اور میرے روز خانہ تھامے گھر تو
 جب وہاں سے گیا تو بہت فیس میں تھا۔ حالے نے
 اسی وقت مجھے بلوا اور کہا کہ اگر میں نہ رہوں تو مشاعرے
 دھمکی سے کہنا آئندہ بھی یہی ملے مت آئے اور جس

یہاں آکر غلطی کی ہے سرگرمیوں کی اس سزا ہے
تپ کو سنبھال لیا۔

میری کزن ضرور ہے ساتھ میری خوشیوں کی
قائل ہے میری آنکھوں کے خواب اس کی پکلیں پر سج
گئے ہیں اس نے مجھ سے زیادہ کو چھین لیا ہے میں جانتی
ہوں کہ متلع کہ ساتھ کچھ ایسا ہو کہ زیادہ خود۔ خود
اسے دستبردار ہو جائے۔ "اس وقت وہ نرم و نازک
لاکی نہیں بلکہ خون پوشا لاکھوتی محسوس ہوتی ہے۔

"ویل بین اب بات کی ہے آپ فکر مت کریں
متاع کی طرف میرے بڑے صاحب ہیں اس کے لیے
میرا دست سامنے۔ وقت خرچ ہوا۔ ویل بین ایک ہوا
ہوں اس کا وہ حل کر لیں گا کہ۔ لیکن ایک بات یاد
رکھیں میں نے متاع کی بات کے بارے میں جو کہا ہے
وہ بھی بھولے سے بھی آپ کی نہیں ہے۔ نہیں تا
چاہے وہ نہ نہ کی ہو۔ سوار آپ خود ہوں گی۔ "اس کا
لبہ لچکا تھا اور غلغلہ تھا کہ وہ شانہ کے چلنے پر
چوڑھیل سی رہ گئے تھے۔



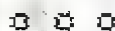
"خاتون جانتی ہوں کہ جو زمین تاجا تر طور پر نکلیں
نور و سرس پائر لوگوں کی جیب میں ہے۔ وہ کسی طرح
بچھل جائے۔ "اس کا لبہ بہت مضبوط تھا۔

"میں نے بھی ایک بار قلم۔ من سے یہ کہا تھا اس
نے الکار کر لیا تھا۔ ہائی کورٹ کا ایک بہت اچھا وکیل
میرا دوست ہے۔ اس طرح کے مقدمات میں جلدی
شریت رکھتا ہے۔ میں اس سے بات کر لیں گا لفظ اللہ
جہیں تمہارا قلم لے کر رہے گا۔ "ایدا ایم نے اسے
تکلی دی۔ ساتھ وہ اندر سے فکر مند بھی تھی کیونکہ
متاع کی حیثیت انیس غیر محفوظ لگ رہی تھی قلم
کے لے کے بعد کسی حد تک وہ بھی حقیقت سے
واقف ہو گئے تھے کہ غلطی کرنے سے کام نہ لیں
لیے پہلے انہیں نے اس سے اور پھر خاتون سے بات کی۔
متاع لے کی واقات کے بعد اکیلے رہ گئی ہے میں

میں سے بھی جو بیکے طور سے اپنا آپ بچا ہے۔ جس
رات قلم کا قلم ڈال دیا۔ اس دن عاتق پھر تمہارے گھر آیا
تھا۔ اب وہ نکلا تو میں مٹی کیونکہ وہ بڑا گھبرا اور پریشان سا
لگ رہا تھا میں نے اسے اپنی چست سے اسے نہ کھنکھایا
میں تمہارے سر کی ٹوکھی کا قلم۔ "قلم کا قلم نہ کر
تکلیں اور رونے لگیں۔ متاع کو بات کی ہے۔ کچھ شیخے
میں پر نہ لگی کہ اس کی اہل کا قائل حاد ہے نہ چلنے
اس شکی القلب نے اس کی اہل کو کہیں مار دیا تھا۔ اس
کا خون پھر دھن اور جوش کھلنے لگا۔ اہل اسی کی وجہ
سے قلم قلم ہو گیا۔ پہلے چچا اور اب اہل۔ حاد نے
کہیں ان کا کھانا کھوٹا لگا۔ حالہ حاد کے جانتے بعد
سے آپ تکسود بھی بے حس و حرکت بن گئی کسی غیر
مرئی کے کو محسوس بھی نہ کی۔

"میں اس ذلیل حاد کو چھوڑ دینا کی نہیں چاہے
میرے ساتھ کچھ بھی ہو جائے۔ "ایک سے عزم و
حکم سے اس کی ہنسی بھی ختم ہو گئی۔

وقت کا قلم نہ قلم متاع ل کرنا ہے جو تھوڑے قلم
بھی متاع کی طرف لوٹ رہی تھی مگر اب بھی
اکثر اہل کی اداست ہے جہن رہتی۔ کچھ دن بعد وہ
سب کے ساتھ راولپنڈی چلی گئی۔



اس پر شک و شبہ کی ہر چیز و قریب اور قریبی قلمی۔ حاد
نے اسے بھی کر بخوشی سے خوش کو یہ کہہ دیا تھا
نے متاع ہونے والی نگاہوں سے اس کا جائزہ لیا اور
اس کا شانہ بآ کر بیٹھ گئی۔

"تو اب میں روٹا ہوا قلم کی کزن مگر آپ اس کے
خلاف میرے ساتھ کیوں ہیں شاید آپ کو معلوم نہیں
ہے کہ میں نے متاع کا کیا حشر کرنا ہے صرف اسی کی
وجہ سے اس پر بھیانک مینے اور آجہ اٹھنے کے
جرات کی اور میں نے۔ "ایک دم حاد کو پیچھے ہوش آ
گیا وہ روٹا ہوا قلم کی ہر کردہ شانہ کو محسوس کرنے لگا تو قلم کی
ایک لہر اس کے دماغ پر تھی میں سر جیت کر گئی۔ ایک
ٹائپ کے لیے اسے پورا محسوس ہوا جیسے اس نے

نمبر پانچ گئی۔ مگر زیادہ غصہ میں سو جو نہیں تھا اور
 تین بار زانی کرنے کے بعد جو زیادہ سے بات نہ ہو سکی تو
 وہ مجبوراً ہی اور دوبارہ عباس کو فون کیا۔
 "میں کرتا ہوں جیسی ہی آپ کے آپ کی
 طرف سے پہنچا رہا ہوں۔" عباس نے اس کی بجائے سے اس
 ہو چکی تھی اور وہ صحت خوش تھا۔
 "ہاں۔" اس نے بغیر سوچے سمجھے کہہ دیا کہ کہہ کر
 بچھڑا۔

"انہی نہیں ایسے نہیں کرتا ہے۔"
 مگر پھر پھر کیا کریں؟ میں نے اپنے آجائیں کو کہہ کر
 ہوا پھینک دیا کہ کہہ لیا کہ ہونے ہیں اور چلے آئیں
 دونوں تھیں مگر وہ بے ہیں تھیں کہ وہ ٹوٹ گئے اور
 بلیت ہو گئی۔

"مگر لوگ کیا نہیں کہے۔"
 "فون کر لو لوگوں کو کہیں ابھی نہیں لے آ رہا ہوں تم
 فکر مت کرو کہ آئی سے میں نے کیا کہنا ہے۔" وہ
 اسے دیکھ بھلنے لگا تو صانع کی ماں میں ماں
 آئی۔ پھر پھر پھر وہ اسے لے آ گیا جس نے اس کے جلنے
 میں کیا کیا تھا۔ وہ کہہ کر کہہ کر اس کے جلنے
 کوئی اعتراض نہ کیا۔ صانع کے اندر جو چور پھٹے
 احساس پیدا ہو چلا تھا جا رہا تھا۔

کے رشتے سب سے پہلے بار میں تھی تھی۔ صانع
 کی زندگی اور ہوسٹاکی سے محفوظ رہنے کے لیے اسے
 زیادہ کی میزبانی اور رہائش مقرر تھی کہ اس کے
 اسے اپنا آ رہا تھا اسے اپنی زندگی دیکھ سکی تھی
 اور اس کے قاتلوں کو عدالت کے کمرے تک لے جاتا تھا
 اپنی عزت بھی بچاتی تھی اگر اس کی پشت۔ زیادہ کی
 مقبولہ شخصیت ہوئی تو سب ان کے لئے تھی سب
 سوچتے ہوئے وہ اپنے خود غرض ہوئی کی اس کی
 موت نے اسے سرنیلا بدل کر دیا تھا مقبولہ پر
 اور زیادہ ہو گئی تھی اسے اپنی بات کے لیے یہ سب
 ہی تھا۔

"جیسی ہی میں نے کہہ دیا ہے۔ تمہیں فون
 سے خود ہی حکم ہے نہ صبح کر کے آئے ہیں تم جیو

چاہتا ہوں کہ جلد از جلد زیادہ اور صانع کا نکاح کر دیا
 جائے کیونکہ وہ صانع کے حقوق کی کوئی گارنٹی
 میں مجھ سے کوئی کوئی ہو جائے کیونکہ ظالمہ اس
 صانع کو میرے سپرد کر کے گئی ہیں اب صانع بھی طور پر
 میری ذمہ داری ہے۔ میں اس ذمہ داری سے محذور ہوں
 ہونا چاہتا ہوں۔" تاکہ فوراً پھر فوراً ان کے زیادہ بھی
 راضی ہو گیا۔ اختلافی مسئلہ کی سے گھر کے افراد کی
 موجودگی میں اس کا نکاح زیادہ سے ہو گیا تو وہ شانہ پہ
 ہی مگر بڑی اس نے صانع سے کوئی بار رابطہ کرنے کی
 کوشش کی تھی مگر وہ نہ ہی رہا تھا۔
 رات کو اس نے پھر فون پر صانع کا نمبر زانی کیا۔

"ہیلو ملک جلد ہیں؟ اچھا کب تک آئیں گے؟
 ٹھیک ہے جب آئیں گے تو میں پھر خود فون کر دوں
 گی۔" وہ شانہ نے دیکھ کر دیکھا تو صانع کو کہنے
 قدموں سے دھڑاڑے کے آگے سے اپنی اور اپنے
 کمرے میں آئی۔ اتفاق سے اس نے وہ شانہ کی آکھو
 میں لی تھی۔ جب اسے اپنی عزت خطرے میں نظر
 آئے گی تھی۔ اسے اس کی آنکھوں کی حد
 سے ہار کر اس کے گلے جھکونے لگے جانے وہ شانہ
 نے اس سے کس چیز کا شکم لیا تھا۔
 "میں جیسی میرا ایک کام کر رہی ہوں۔"

"ٹھیک نہیں سو کام کریں گا میری۔ سن جانتے تو
 سکتی۔"

"اصل میں مجھے زیادہ صاحب سے بات کرنی ہے۔"
 پھر آخر تک کہ اس نے کہہ دیا۔ عباس کے صحت
 چار تھیں اس سے بھلا دیا۔

"کہہ گویا اب وہ صاحب ہو گئے ہیں۔" عباس بہت
 شرم سے رہا تھا صانع کی رہائی تو اس کی کہہ سنبھلا
 ہو گیا۔

"جیسی ہی بات کرنی ہے۔"
 "مجھے فون سے ہی بات کرنی ہے کیا مجھے فون کا فون
 نمبر مل سکتا ہے۔"

"کیا نہیں ملے گا۔" پھر وہ اسے زیادہ کا نمبر
 لکھوا کر دیا۔ صانع نے فون پر نہ کر دیا اور عباس کو دیا

ہیں لے وہ سب کہہ دیا جو شاید علم حالات میں کہنے کا
قدور بھی نہ کر سکتی تھی۔

”بھئی آپ انہی کہیں ہیں میں جو ساتھ ہوں۔“
فریاد اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے نزدیک پہنچ گیا تو مندرجہ
کے رونے میں کمی آنے لگی۔ اسے اب احساس ہوا کہ
اس سے شاید حماقت ہو گئی ہے اگر وہ یہاں پہنچ گئی تھی
تھی تو یہ سب اسے فریاد سے براہ راست نہیں کہتا
چاہیے تھا۔ کیونکہ اس کا انداز ایک دم بدل گیا تھا اس
نے مندرجہ کے سراپے کو جو نگاہوں کے حصار میں لے
لیا تھا۔

”پھر تمہیں نور دین کا بھی تعین کر دیاں گا۔ باولت
لے کر آنے میں تمہاری سہ ہے۔“

”پلیز تب تو میرے ساتھ مذاقی مت کریں جن
حالات سے میں اس وقت گزر رہی ہوں انہی حالات
نے مجھے یہاں آنے پر مجبور کیا ہے۔“ مذاقی کوئی کر رہا
ہے اسے پہلے اپنے اور اس کے درمیان تعلق کی خوب
صورتی کا احساس ہی نہ تھا۔

”حالات کا مجھے بھی اندازہ ہے مگر مندرجہ یہ مناسب
ہو گا کہ پہلے آپ اپنی تعلیم مکمل کر لیں پھر ڈی اور
پچھوڑ ہو جائیں۔ میں عرض ہوں مجھے کوئی مشکل نہیں
ہے مگر آپ میرا لطف کی زبرداری شاید ابھی نہ سمجھ
سکتیں۔“

”مجھے بھی مشکل نہیں ہو گی میں نے وہ بات کی
تھی لہذا میں پورے پائی ہے شہر کی گلیوں سے زیادہ
پچھوڑ ہوں۔“ اس وقت مندرجہ کے سامنے حرقہ کی
ایک پوٹ بھٹ تھا کہ فریاد رخصتی پر رخصتا ہو جانے
وگرنہ آنے والے دنوں میں شاید حامد اپنے مذموم
مقاصد میں کامیاب ہو جائے یہ اس کی سوچ تھی۔ اس
وقت قدرے ہندی نور اپنی بات۔ اڑی مندرجہ زیادہ
اٹکی ہو گئی تھی کہ وہ نے اختیار سنا ہو گیا۔

”مجھے حلقہ ہے ابھی اسی وقت۔“ مندرجہ کے
چہرے کا رنگ اس کی جرات پر اڑا گیا اسے زیادہ
اس درجہ چاک کی لعینہ تھی کہ وہ چاک کی تیزی سے اپنی
جگہ چھوڑ گئی۔ عباس قدرے فاصلے سے کھڑا اندر داخل

ہوا۔ وہ انہی کا پیکر تھا۔ انہی کے ہاتھوں کا نظم
کیرا ہے۔ ”وہ اپنی ضرورتی منکر اہست جھانچا گیا۔ وہ
تک شعلت ہی بچے کی ایک کتاب اٹھا کر اس کی دقتی
گردنی کرنے لگی۔ فریاد کا آہستہ اسے سر اٹھانے پر
وہ زیادتی تھا۔“

”کبھی میں مندرجہ خیریت تو ہے میں یہاں نے آئے
ہی زرا دوا کہ آپ یہاں ہیں نور کی ضرورتی بات
کرنے کی ہیں یہ شہر میں تو نہیں اٹھ کر چلا آیا دیکھ
لیں جو فریاد بھی نہیں بدلا ہے۔“ فریاد نے انداز میں
بات کر رہا تھا اس سے بھی گڑبگڑ سی ہو گئی۔
اس میں بالکل ٹھیک ہوں۔“ وہ آہستہ سے بولی۔

”اب دیکھ یہاں پہلے سے ٹھیک لگ رہی ہیں بلکہ
خاصی ٹھیک ٹھاک۔“ اب کے فریاد نے غصہ تھا۔
مندانہ تعلق ہماری نگاہوں سے اس کا جائزہ لیا۔
اس کی کھنٹی چلی جا رہی تھی ہوتی تھی اور گلابی دوس
ناؤک اسٹائل میں ہی رہتی تھی۔ مندرجہ سے تھے جنہیں
وہ بار بار زمین سے رگڑ رہی تھی۔ خواہ مخواہ اپنی سوی
انگلیاں چمکانے لگی۔

”اب کیا بات ہے شروع ہو جائیں۔“ وہ کیپ سر
تے اندر کر رہی تھی کہ کرنے لگا۔ وہ پچھوڑی گھبراہٹ کا
دکارہ بولنے لگی جسے اپنے تئیں گھر چھوڑ گئی تھی بھلا
کیسے کہے کہ فریاد اس کا دوا بھی جان لے اور اس کا
بہرام بھی نہ جانے آخر اس شخص کے سامنے میری
سادہ برادری اور چھوکیں ہو جاتی ہے بھلا زیادہ میرے
بارے میں کہا ہو ہے گا پچھوڑا رہا ہے جو بھی سوچتا
ہا ہے۔“ اس نے آنکھیں بند کر کے کہہ دی دیا۔

”پلیز مجھ سے جلدی نہ کرنا کر لیں مجھے ڈر لگتا
ہے۔“ پہلے تو وہ خیر فرما ہوا پھر اسے اپنی منکر اہست
پیمانی دکھانے ہو گئی وہ اس کے دونوں گھبراہٹ میں رہا
تھانے کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مندرجہ بھی کہ وہ اس
کا مذاق اڑا رہا ہے اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

”اب اس کے بعد میں اپنی ہو گئی ہوں بالکل بے سہارا
مجھے ایک مضبوط سارے کی ضرورت ہے۔“ تب سے
جگہ کرکون ستر ہو گا۔“ ہندوستانی ہیں کی اس کیفیت میں

ہو انکو مناع شرمندہ ہی ہو گئی۔

○ ○ ○

سہما مجھے روشاندہ شروع سے تکی پند ہے اب جب
بہائی کی بات فاضل ہو چکی ہے تو آپ میرا روپ فاضل
لے جائیں اس سے پہلے کہ کوئی اور اسے لے کر
لے۔ "ہاں بڑے ڈاڑھے اپنا سرو کاٹنے کے کلمہ سے
پروا کر کے رہا تھا۔

"اللہ اللہ کیا زندہ کیا ہے اب لڑکے خود کس بے
شری سے والدہ محترمہ کے حضور اپنی بندوبست دیوان
کرتے تھے۔" "یقیناً اس کی بات سن چکا تھا اور
اب چہ حاجی کی تیاری کر رہا تھا۔ عباس کہہ گیا اسے
معلوم نہ تھا کہ افسانہ بھی موجود ہے اپنے تئیں تو اس
بے لکھی طرح اطمینان کرنے کے بعد ہی بہت کی محنت
تھری جاتے کہ یہ اور چھپا ہوا اس کا حرف بہ
حرف سن چکا تھا اب اس کا رنگ ڈھنگ لڑائی تھا۔ فاضل
دونوں کی لڑائی سمجھ کر بکرائے گئیں۔

روشاندہ ملک حادث سے رابطہ کرنے کی کوشش کر
کے تھک گئی تھی اس نے اپنے جو تئیں بھروسہ تھے
ان میں سے کسی ایک پر بھی اعتماد کیا نہیں تھا۔ وقت
تھا کہ تیزی سے گزر رہا تھا اور وہ جاتے جاتے کس جانب
ہو گیا تھا پھر ایک روز اس کے مازم سے بات ہوئی تھی
اس نے بلا تک جملہ پھیلان میں اپنے والد صاحب
کہے ہیں جن پر قلع کا زور دست انیک ہوا ہے اور
وہ زندگی و موت کی کھینچ کش میں ہیں۔ اب وہ اس کی
غیر جانسوزی کہہ رہا تھا۔ اب اسے جو کچھ کرنا تھا خود
کرنا تھا اگرچہ اس موثرہ زور بھی سستی نہ تھا تو زیادہ
بیش کے لیے کھو رہا تھا۔ گھر میں کوئی بھی نہیں تھا اس
نے مناع کو اپنے کمرے میں بلوایا تھا۔ مجھے کہ روشاندہ
آپا نے شاید۔ اعلیٰ بار انتہائی غم کرنے کا فیصلہ کر لیا
ہے اس لیے اسے بلوایا ہے۔ وہ خوشی خوشی اس کے
بادے ہو کر رہی۔

"بھتیجے تم سے ضروری بات کرنی ہے اس کا ذکر
کسی سے مت کرنا خاص طور سے گھر میں اس کا کھلا

تمہاری محنت مندی ہے۔ مناع میرے اور زیادہ
کے درمیان سے جھٹ جاتو میں اسے اس وقت سے
چاہتی ہوں جب تم نے اس گھر میں قدم بھی نہیں رکھا
تھا میں زیادہ کو کچھ بچہ کی حد تک چلائی ہوں وہ میرا
تھوڑا سا ہے۔ اگر تم نے میری بات نہ مانی اور زیادہ سے
دشمنہ وار ہوئے تو پھر نہ ہو میں تو میں ملک جلد واپس
کھلی اور تمہاری قابل اعتراض تصویر میں قیاد تک
پہنچاؤں گی اس کے پاس قہر سے بڑے زور سے پکارا
ہیں اور جو کچھ نہ تھا کسی کے ساتھ تمہاری بندوبست
موت کی موتی ہے اگر زیادہ نہ دیکھ لیتے تھے میں
کو اپنے سے پہلے ہی قتل کر دیتے کہ یہ تک وہ اتنا بے
غیرت نہیں ہے تمہاری جیسی لڑکی کو فاضل لے لگا دیا
دیا نہیں ہے اس کی شرافت کی مثالیں سدا ملک وچ
سے بھلا ہے تم جیسی لڑکی سے شادی کرے گا جس کی
قابل اعتراض تصویریں ایک عیاش جاگیردار کے پاس
ہیں۔"

"دعوت روشاندہ اپنی اتنی مشکل بھی ہو سکتی ہیں۔
اس کا نام انو مناع کو پہلی بار ہوا۔ اندر چھپ کر سے
لوہا تو پورے بدن میں گر پڑی تھی کہ یہاں چھپ کر
"مگر آپ جانتی ہیں وہ تصویریں بھی ہیں میں انکی
لڑکی نہیں ہوں میں نے ملک جلد کی بھی بھی حوصلہ
افزائی نہیں کی ورنہ میرے ساتھ یہ سب نہ ہوتا
جواب ہو رہا ہے۔"

"انکوں نہیں کرنے کا تہا دی باتوں کا اور طالعے
میں کے سو غیرت اور عورت کے معاملے میں بڑے
حساس ہوتے ہیں۔ زیادہ تو تم میرے لیے رہتے ہو اگر
میری بہت باتوں کی تو ملک جلد کے انکوں بے عزت
ہونے سے بچ جاتو گی ورنہ جلد تمہاری وہ شاہکار
تصویریں اس گھر کی ایک ایک پلاٹہ آؤں گی انکو نے
گاس لیے فوراً شادی سے انکار کر دے۔"

"مگر میرے پاس انکار کا کوئی فواز تو ہو۔" وہ بے بسی

سے بولی۔
"بھتیجی تمہیں انکار کا فواز نہیں ہو کہ۔" روشاندہ کی
آنکھیں شعلے کی طرح دوپک دی تھیں۔ مناع کھل

کو کسی نے پوری قوت سے مسل کیا۔

”ن جانے میں نے ابھی کور کیا کیا کھانا ہے۔“
بستہ بل کر لیا ہو رہی تھی۔

”منار! تمام ہوش سر تو ہوں۔“ امیراہم اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے جیسے اس کی مافیٰ حالت پہ شب ہو۔

”اسی خانہ میں بھی کہہ رہی ہوں کہ میں زیادہ کے ساتھ شادی کے لیے راضی نہیں ہوں۔“ اس وقت

شرمنگ کی گے جس سرے سے گرد رہی تھی وہی جانتی تھی باپ جیسے خانہ کے سامنے یہ احتمال اسے زندہ

درگودہ ہو سلب مجبور کر رہی تھی۔
”آخر کیوں نہ نکاح تمہیں کیا ہو گیا ہے تمہیں نکاح

ہے سلیکے بات سوچنی چاہیے تھی۔“
”بس اس بخت میں سوچی تھی اب فیصلہ کر

لیا ہے میں نے۔ زیادہ رخصتیں طراح نہیں ہے میں
ایسے شخص کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتی۔“

”تمہیں زیادہ کے بارے میں غلط فہمی ہوئی ہے وہ تو
بستہ پاکو اور عمرہ لڑا تھا۔“

”تب اس پاکو اور عمرہ لڑکے کی شادی اپنی بیٹی
سے کیوں نہیں کر دیتے۔ مجھے انکار ہے اس رشتے

سے۔ آپ بات غم کو لوں۔“ وہ تیزی سے باہر نکل
گئی کیونکہ کور زیادہ دیر وہاں کے سامنے کھڑی نہیں رہ

سکتی تھی۔ اس نے کئی بار خیال سے ان کے سامنے
سب کچھ کہہ دیا تھا اپنی عزت اور دشنام کے مجبور

کرنے۔ مگر خانہ تو یہ بات نہیں جانتے تھے۔ اب
وہ منہ کے بارے میں کیا سوچ رہے ہوں گے اس کی

پلا سے وہ تو دونوں طرف سے چھنسی ہوئی تھی آگے
کواں اور پیچھے کھلی ہوا مائل تھا۔

ان کا نام راتھری منار کے انکار کی وجہ سے مشکو تھا
سب سے زیادہ کھڑے عیاں کو ہوا تھا اور زیادہ کی مراد

ان کے ضرب پڑی تھی کھلی تو ایک طنز آکر اس سے
رخصتگی کی درخواست کر رہی تھی اور تن اس کی طرف

سے انکار بھی آگیا تھا کہ وہ راضی نہیں ہے چند دن کے

اور راتھری اس میں یہ تبدیلی کیسے آئی تھی۔

”اس فوج آپ نے کیسے پرورش کر لیا اور منار
کو میری زوجین کرنے کی ہمت کیسے ہوئی جو مجھ سے بات

سے گاڈ ان اٹانے گا میں ایسا نہیں ہونے چاہتا۔“
زیادہ فائدہ کے سامنے حشر ساریا تھا طور و آفت کا بھی

میں جلی تھا۔
کلیج نام قاتل ہونے پہ وہ پونہ میٹ سے باہر نکل

اس کے قریب کسی گاڑی کے بریک زور دار تو اس میں
چرچ اسٹے دھل کر پیچھے ہٹے۔ زیادہ گاڑی کلورڈ انہ کھل

کر اتر رہا تھا اس نے منار کو گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ
کیلیج اس کے چرسے پہ۔ انکار کی تحریر ہوئی واضح تھی۔

”نار نے اس کا ہاتھ پڑا اور اسے فرنٹ سیٹ پہ ”غیر“
دھکا دے کر بٹھایا۔ اسے اس بات کی بالکل پروا نہیں

تھی کہ لوگ انہیں کس حیرت بحری سواہی نگاہوں سے
دیکھ رہے ہیں۔ وہ اب گاڑی کو ایک سٹیشن ٹرم ٹرک

والی سڑک پہ ڈھل چکا تھا جس کے دونوں طرف بلند
بلادوریت تھے اس پاس کسی آبادی کے آثار بھی نظر

نہیں آ رہے تھے۔ اگر زیادہ سے پہلے ہل کر یہ سڑک بھی
جائتا تو کسی کو پتہ نہیں چلتا کہ وہ یہاں طرح ٹوڑ رہا

تھی زیادہ کی اس حرکت کا یہی مطلب ہو سکتا تھا کہ اسے
سب کچھ پتہ چل چکا ہے اور اب وہ اس کا کوئی نام ”خیر“

کرے اسے اس دیرانے میں ملایا ہے۔
چند دن میں منار کے چہرہ اس نے ایک طرف کے

راستے۔ اگر گاڑی روک لی اور میٹ کی پشت سے
نیک لگا کر گھر کے گھرے سانس لینے لگا۔ چند منٹ کے

بعد اس نے منار کی طرف سر کیا۔
”پوچھ سکتا ہوں محترمہ تمہارے اس انکار کا سبب

کیا ہے کھلی تو تب خواہی تمہیں پلیر جلدی سے
رخصتگی کر لیں اور کھلی یہ انکار۔ اچانک مجھ میں کیا

برائی ہو گئی ہے۔“ منار کا منہ سیدھ کھڑے لور و کلا
تھا منی میں اپنا بیت کی دھڑکی سمجھتے تھی۔

”مجھے آپ سے شادی نہیں کرنی ہے آپ کسی اور
لڑکی سے کر لیں۔“ دشنام اتلی سے کہیں وہ سنا نہیں

ہیں۔ ”اس بھلا دی کا جواب اسے زیادہ کے بحر پور سمجھ

ہے۔ "وہ ہری طرح اصرار کرتی تھی کہ شوہر کو نہیں
 لئے مرنے سے اسے گھر پر نہیں تلاش کیا گیا جب اس
 تلاش میں دو شائد بھی شامل میں مل میں خوشی بظاہر
 منظر نظر آ رہی تھی۔

"شاید کسی دوست کے گھر کی ہو۔" اس نے ایک
 نئی راہ دکھائی۔ متعلق کی کوئی خاص دوست نہیں تھی جو
 نہیں کہ اس سے معلوم کیا گیا ہر جگہ تاکلی کا نہ دیکھنا
 وہاں اور قریب سمیت سب پریشان تھے۔ صبح سے شام یہ
 مگر رہا نہ ہو کر گئے محراب کی تلاش یا تو نہ ہو سکی۔
 اور انہی کی قوت خراب ہو گئی۔

"اسی زیادہ بات کرنا ہوں۔" تو مجھے کہتے بعد
 لیا وہ بھی متعلق کی تلاش کی سے انکار ہو چکا تھا اور کہو
 میں اس پریشان ہے۔ وہ چار تھا جو دو سب گھر پر
 تھے مگر اس کی دینے والی دوسری قومیت کی تھی۔ سارا غم کے
 گھر میں اب متعلق کے گھر سے میں تھی آؤ اور سارا غم
 ہر جگہ تھا اور یہ ناگزیر تھا کہ وہاں سے میں دو شائد پیش پیش
 تھی۔

"دیکھیں زیادہ سے پہلے تو وہ شکری سے انکار کر لی
 رہی مگر گھر سے ہی غائب ہو گئی۔ بات بالکل صاف
 ہے اس کی کمینٹ کس اور تھی۔" اس نے قصداً
 طعنے کا کام نہیں لیا۔

"جب اسے سوچنا تو اس نے اس میں نہیں کیا۔"
 زیادہ سے اسے عجیب سی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ سب
 دم خود تھے اور انہی اور قریب کے ذہن میں ملک طرد اور
 متعلق کا حقیقی ابد و صبح ہو تھا۔

"دو شائد میں متعلق کے متعلق تھے سے کچھ دوسری
 کرنا چاہتا ہوں ایسے کہ شام میں بجے کمیشن کی گئی
 آجائو۔" جاتے جاتے وہ شائد کے پاس دیکھ کر آہستہ
 سے بولا۔

"میں آجائوں گی۔" اس نے اذیت میں جواب دیا۔
 اس نے اپنا سب سے بہترین لباس زیب تن کیا۔ اس
 کا تو جیسے رنگ ایک جیوم یا تھا ایک آئینہ سی حالت
 میں وہ کہنے لگی کہ اس نے تو زیادہ تو بے چینی سے اپنا
 منظر پر اس کے دل کی کل نظر ہی تھی۔ زیادہ بہت

دو شائد کے گھر سے یہ عجیب سی مسکراہٹ چلی ہوئی
 تھی کہ اسے اعلیٰ حیات کا گھر راہیں تھلہ میں متعلق کے
 بعد زیادہ آگیا اور ابھی اس کا کہنا کہ یہ بدل کر تھا تھا
 منظر کے شکار میں بلو سی حمل کی نازکی سے گھرا
 خوشبو میں ہوا۔ اس کے سامنے تھا وہ شائد نے اسے
 اپنی نظریں لگ جانے کے دور سے انکار ہو کر نہیں دیکھا
 وطن اور نہیں تھا جب اس نے مکمل و مضبوط سوچ
 اس کا اختیار اور قوت ہو گئی۔

"میں مضبوط ہانوں میں سمٹ جانے کے خواہش تو
 میرے جس متعلق کیوں درمیان میں آئی ہے زیادہ تو
 میرے ساتھ ج ملتا ہے بھلا وہ روکی زیادہ کے ساتھ
 کہیں سوٹ کرے کی کوئی مس فٹ۔" اسے
 ابھرتی ہوئی مسج رہی تھی زیادہ کے لئے یہ ہر دو تھی۔
 "مجھے متعلق کے بارے میں بہت سی باتیں کہیں کہیں
 ہیں یہ توپ کے لیے ست ضروری ہے۔"

پھر وہ پھر کے بولتی تھی۔ زیادہ کے گھر کی رنگت
 بار بار بدل رہی تھی۔ بارے غضب کے اس نے سختی
 سے اپنے ہونٹ چاڑھے بار بار وہ مضامین کھل بند
 کر رہا تھا۔ تو بڑی تکی باتیں ہو گئی تھیں اور اسے علم
 نہ ہوا تھا۔

دو شائد جی ترک میں اور آج کرنا دانیس کی تھی
 اسے بہت جلد کھینچ لی کی خبر ملنے والی تھی اس نے
 اپنی ہندو گئی بالکل زیادہ مریاں نہیں کی تھی۔ اس کا
 خیال تھا جب متعلق دالے واسطے کی گرد بیٹھ جائے گی تو
 تب ہی محبت کا کھیل کرے گی۔ وہ بھی متعلق سے نفرت
 کی انتہا پر کھڑا ہو گا۔ محبت اس کا دامن تھام لے گا۔



"میں متعلق اپنے گھر سے میں نہیں ہے۔" حواس
 بالند شیدا فاعل کے گھر سے بھی داخل ہوئی پریشان تو وہ
 ہو گئی مگر اکھاڑ نہیں کیا بلکہ غم سے اندازہ
 ہو گیا۔

"میں نہیں گھر میں ہو گی۔"
 "گھر میں نہیں ہے میں نے سب جگہ دیکھ لیا۔"

جس پر وہ قہر اور استغیر کسی شخص کے مشورے ہو گیا۔
 یہ ملک جلد والی جگہ تھی کہ سب سے چل رہا ہے۔
 پہلے ہی سوال پہ سنبھل گئی چونکہ اسے معلوم تھا جلد
 کی بچہ مر جاتا تھا اس کے سسرال والوں سے چھوٹی گئی
 سے اس نے جلد کی بچہ مر جاتا تھا اس کے سسرال والوں سے چھوٹی گئی
 "ملکہ کے ساتھ اس کا الیہو شہر آئے سے پہلے کا
 سے اس پہ تو خانہ فاطمہ نے اسے ملکہ سے بچھا
 رو آگیا ہاتھ سے لگی ہادی تھی۔" فرانس کے مرتجع
 جموت پہل رہی تھی۔ زیادہ ساتھ ساتھ اہم تعلیمات
 وہی میں فوت کرنا جا رہا تھا۔ اگر وہ چاہتا تو پرامن شکل
 اور قلم آتی سے اس حالت پر باز پوری کر سکتا تھا کہ
 اسے علاج کے معاملے سے لاشعری دکھا گیا ہے۔
 فی الحال یہ قصداً خاموشی تھا۔



"مگر کیا یہ ممکن تھا تو نکاح ہو چکا ہے تم سب کے
 پیچھے بھاگ رہی ہو۔" وہاں کوئی بھی تو انہیں نہ بولا۔
 "میں سب کے پیچھے بھاگ رہی ہوں یا نہیں
 جیسے اس سے غرض نہیں پہلی جا رہی ہے۔ رہی علاج
 تو وہی روز سے مسلسل تفتیش ابھی تک اس کا بہت
 نہیں چلا ہے اور وہاں اسے کوئی بھی نہیں اگر ابھی
 مٹی تو کیا انرا سے لہلہ کرے گا ہرگز نہیں بھلا اس
 جی تو انہی کو کہیے قول کر سکتا ہے جو اسے چاہا
 اور اہل کی موت کا سبب بھی ہے۔ زیادہ کے ڈر میں
 کہ بھلا مشکل نہیں ہے میں خوب صورت ہر گئی
 لکھی صاحب چاہیہ اور وہاں آخر بچہ میں کیا کی ہے میں
 صحت سے ہزار درجے بہتر ہوں۔"
 وہ بڑے غور سے ہولی تو وہاں کے دل کے نکل
 خاتون میں روشنائی کا عقیدت سے حمایت چکنا چور ہو
 کیا یہ روشنائی کو کیا سمجھتا تھا اور وہ کیا لکھی تھی میں
 نے شکر کیا کہ اس نے پہلے روشنائی سے محبت کا اظہار
 نہیں کیا۔ تجربہ خود غرضی سے ہماری روشنائی ہرگز اس کا
 خواب نہ تھی۔ علاج کے لیے اس کے لیے میں جو
 ندرت تھی وہاں کو ہاں ابھی نہیں گئی وہ پہلی

اس کی کشش کی اسے اس وقت روشنائی سے ہر مٹاؤں
 مٹاؤں اس کے ہاں کو ایک نئے رخ پہ آئی وہ تھا۔
 * * *
 "خدا کا سبب آپ خوش ہو جائیں گے میں نے
 آپ کے راستے کا کارنامہ کیا ہے کیا مجھے منار کی بددلو
 مل سکتی ہیں۔" اس کی تو انرا بڑی ہیں کے راستے جلد
 کے پائوں میں اتار دی۔
 "ہاں آج نہیں دیکھو پورا اور قصور میں مل جائیں۔"
 اس کا جواب پر ثابت تھا وہ کئی دہائیوں کا تھا۔ ملک
 صاحب ہسپتال سے ذرا دور ہو کے کھڑا ہو گیا تھا۔
 پہلی انکرا سے روشنائی سے صورت مل کا علم ہوا تو
 حق سے مل کھا کر رہ گیا اسے چھٹی سے روشنائی کی
 تہ کا نظارہ تھا۔ جب وہ اٹکی تو جلد کمر پہ ہاتھ باندھے
 شکل رہا تھا۔

"چیز مجھے جلدی سے منار کی وہ تصویر اسے
 دیں تاکہ میں تیرا کو دیکھ سکوں نہ یہ نہ کہجے کہ میں
 جموت پہل رہی ہوں۔"
 "بہترین تو نے کیا کر رہا ہے میری ساری محنت یہاں
 کر دی منار کو اپنے خلو کے لیے اس قدر خونزد کردیا
 کہ وہ کمری ہو گئی اب جا رہی ہے کئی ہوگی۔" جلد
 نے اس کے سر کے بال پوری فوت سے بچر
 لیے صورت عمل اتنی تیزی سے تبدیل ہوئی کہ روشنائی کو
 کچھ سوچنے کا موقع بھی نہ مل سکا۔
 "میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ اسے ایسے ہی ہونا چاہیے
 کے ساتھ منار کے علاج کے بعد ہمیں بہت فائدہ رہا
 ہو گا کئی عمل قدم اٹھانے کے بجائے صرف اسے
 خوفزدہ کر کے ہی مطلوبہ شکل حاصل کرنے ہوں گے
 مگر تم نے تو خیر منار نے سبھی تھی سب ہو تو اس کی
 کزن حل کی ملین مٹلے کا سارا ارادہ تھا۔"
 "میں نہیں۔" وہ پوری قوت سے کہی۔
 "میں ابھی ہی شاہکار تصویریں تیار کی ہیں کی تم
 کسی کو اپنے گھنے کی کاپی بھی نہیں بنا سکتی۔" وہ کمر
 منکراہٹ بھانے اس کی طرف بڑھ کر روشنائی کی اپنی

ہاں ہی اس پر ملت جی نمی دیر نہ گھنٹہ بعد وہ جب ملک
 کے بنگلے سے نکلی تو اپنی سب سے قیمتی مطلق کو
 لے کر لے گئی۔

ملا اس شام گر قند ہو گیا اس پر وہ شان کے افوا
 کے اور لڑکیوں کو بلک بلیک کرنے کا اہرام قلعہ
 بنانا نے ہوا اس سے آگے کے خورامہد شاہک کی اسی
 حالت میں خورامہد سے رابطہ کیا تھا اور سب کچھ بتا
 قلعہ زیادہ اس وقت ہوا اثر اصران سے بات کر کے
 کی گرفتاری کے وارث حاصل کیے۔ اب وہ
 اس کھنڈی میں تھا۔

"کم پرست سے مقدمے میں کے جن میں ایک
 طرح صانع کی والدہ کے قتل کا بھی ہو گا وہ سزا مقدمہ
 شان سے متعلق ہو گا خورامہد بلک بلیک کا اس
 کے ساتھ وہ مقدمات اور بھی ہیں ان سے تم بچ نہیں
 گئے۔ مجھے سمجھ نہیں آتا تم نے اس بے گناہ
 اور ت کو قتل کیوں کیا صرف اس لیے کہ اس نے تم
 کو اپنی جانی لو حاصل کرنے کے لیے کیس کی
 شکل دی تھی اس نے اپنی بیٹی کو شہادی دھمکیوں کے
 ذریعہ تمہارے آگے پیش نہیں کیا اسے تم سے بچا کر
 فریاد کیا۔ تم جیسے بگڑے لوگوں کو سنوارنا مجھے خوب
 آتا ہے۔ اب سیدھی طرح بتا دو صانع کہاں ہے۔"

صانع نے غصے کا اظہار کیا تو زیادہ سے جلد صورت
 پیکر کے حوالے کر دیا۔ زیادہ سے جلد کو گر قند کرنے
 کے خورامہد بلک میں ملک کا تمام مواد اپنے ہاتھوں سے
 لے کر آیا تھا اس کے پاس محسوس شراہ تھی اب صانع
 اس سے دم تک لپک رہا تھا شکل قلعہ اسے صانع کے
 لیے تین پریشانی تھی جیلانہ صانع نے اسے کھل چھپا
 کر رکھا تھا۔

اور اس دور قانع کے گھر والوں پر قیامت ٹپٹ پڑی
 اس کی کو لاوتی ان کے لیے ایسا یہ غلو صانع جیلانے
 اس کا تصور بھی انہوں نے نہیں کیا تھا زیادہ سے
 میں نہیں دلا تھا کہ وہ شان کا نام نہیں آئے گا وہ ان
 کے دھم کا احساس چوری طرح رہا تھا۔ اس میں تو
 لانا کہ جیلان سے مارنے پر ان کو خورامہد قانع نے
 اسے گرفت و ملاست کیا تھا۔

"مجھے کتنا ہی نہیں ہے کہ تم میری بہن ہو
 تو غرض وہ جس کو خود ستانی کی مادی ہوئی۔ تم فریاد کی
 محبت حاصل کرتے کے لیے اپنی بہن کی اس اتھلیوں
 محبت تو قلعہ کی اور ایڈر کا ہم ہے تم نے تو محبت حاصل
 کرنے کے بھی خود غرضی کا کاروبار کیا ہے جس نے
 شہادی عقل ملک چھین لی۔ تم نے صانع کو گھر
 چھوڑ دیا۔ مجبور کیا وہ کس لاپرواہی کے عالم میں گھر
 سے نکلی ہوگی اس کی آہوں نے ہی نہیں یہ جان دکھایا
 ہے تم زلت کے گڑھے میں گر گئی ہو۔" وہ بھئی بھئی
 آنکھوں سے سن رہی تھی ارشد کی کسی بات کا جواب
 بھی اس کے پاس نہیں تھا۔

اتفاق سے اس روز شلا سنے وہ شان اور صانع کی
 تمام باتیں سن رہی تھیں۔ اسے وہ شان کی سنگدلانہ غرضی
 غرضی اور بے حس پرست تو کیا تھا صانع کی بے
 بسی وہ بے جا دگی پر ترس بھی گیا۔ اس نے صانع کو
 راضی کر لیا تھا کہ وہ اپنی اہل فوری طور پر منظر سے
 غائب ہو جائے۔ اس نے اپنے کرن خانہ کو اس کی
 بیوی کو اس وقت فغان کیا اور صانع و انوش و اس لاہور
 پہنچ گئی۔ اس بات کی کسی کو کانوں کن بھی خبر نہ ہو
 سکی۔ شلا کو ذرا حواس بھی غلط بات ہو گئی تھی مگر
 اب جب سب کچھ سامنے آچکا تھا تو اس نے زیادہ اور
 اس کے گھر والوں کو صانع کی سوجھ بوجھ اور تمام الحاحات
 سے آگاہ کر دیا۔ بل تو تو کسی کی ایک سرسری اور فانی قانع

ادب خواہانہ فائنل کے معرقت ناول

- دار فہر کی بہن ————— عر قانع ————— ۱۹۹۹
- خورامہد شہزادہ کو قتل ————— شلا سنے ————— ۱۹۹۸
- وہ جیلان سے جیلان کی ————— صانع ————— ۱۹۹۷
- شراہ و قلعہ ————— صانع ————— ۱۹۹۶
- خورامہد شہزادہ کی ————— صانع ————— ۱۹۹۵

• خورامہد شہزادہ کی ————— صانع ————— ۱۹۹۴

خورامہد شہزادہ کی ————— صانع ————— ۱۹۹۳

شلاع ہو گئے ہیں

مکتبہ نگرانِ دانش ۱۹۹۳ء ۵۷ صفحہ دار

نور پر نور صانع کو لانے کے لیے تیار ہو گئے پر زیاد
نے منع کر دیا چلے اس کے دل میں کیا تھا۔ اس اکیل
انجی ہوئی کا شکر گزار تھا جس نے صانع جیسی بے سارا
دنیا کی کڑھوت میں مدد کی تھی۔



نقلہ نے ایئر کنڈیشنر قریب تک اس کو بچے میں صانع
کے لیے چٹ بک کر والی جگہ پر تمام سے سفر کرے۔
وہ اسے چھاننے کے بعد چلے گئے صانع کی ہی دل میں
لوں کی منتوں تھی کہ انہیں نے اس مشکل گزری میں ہر
طرز سے اس کی دلجوئی کر سنے کی کوششیں کی تھیں
اسے کہیں بھی بچا کی کا خاص شک نہ ہو تھا۔
رات کا اندھیرا پھیل چکا تھا گاڑی اب چلنے کی
تاری میں تھی پر اس کے سامنے وہی میٹ ابھی تک
خلا تھی۔ اب وہ بھی نور اس کی لامتناہی سوچیں۔
اب تک اس کے خیالات کو ہر ایک نگ کے سامنے والی
سیٹ پر سافر آج کا تھا اور یہ کوئی اور نہیں زیاد تھا وہ تھ
سے تیزی سے آگئی۔

"اے آپ کو زیر حراست سمجھیں" زیاد کا لہجہ سرد
نور تنگ تھا۔ صانع جو سمجھ رہی تھی اب اس کے
دیکھوں کے دن قلم ہو گئے ہیں اس ناگہانی پہنچ کی
طرح غبرائی۔ "آپ پھلواں کی مانند پھلانگ آئے۔"
"میں نے آخر کیا کیا ہے میرا جرم کیا ہے میں خود کو
زیر حراست سمجھوں کیا آپ کے پاس میرے جرم کا
ثبوت وارہنہ ہے۔" تنگے جیسے لہجے میں وہ کئی لمحوں
کو اسے دیکھ رہی تھی۔

"جستہ بہت ایک سال میں اسے سوال ان
سب کا ایک ہی جواب ہے آپ کے جرم کا ثبوت آج
ثبوت میں خیر ہوں مراد وارث تو وہ نکاح کے لیے
مروت میں میرے پاس محفوظ ہے۔" تنگے چلے
انداز میں مسکرایا۔

"صانع آپ مجھ پر الزام کر کے صرف ایک بار مجھے
سب کچھ بتائیں تو فوت ہو جائیں گی۔" تنگے کی پہلی
فرصت میں انکار کر دیا کہ میں رہنمائی مزان اولیٰ اس

فرزانہ نے تو آپ سے سچ اگلاسنے کے لیے آپ کو
خوفزدہ کیا تھا اور آپ سچ سمجھ بیٹھیں۔ خداوند کو ہاتھ
رکھ اٹھائے ساتھ میں مجھے بھی بے آرام کیا ان میں
دوبارہ میں میں ان کے پریشان ہوا ہوں کہ ان کی اپنی غرض
مستافص ساتھ میں بھی نہیں ہوا ہوں۔ اب بھی اگر
شکل بھرا بھی نہ جاتیں تو میں اندھیرے میں ٹانگ لڑھکی
مارتا رہتا۔

کیا سب کچھ صانع کو اپنی ہمتوں پر بے چینی کی
ہوتے تھے۔

رات گئی ہو رہی تھی ساتھ فنگی بھر رہی تھی
صانع نے پہلی بار روشن روشن روشنی منکر بہت سے
طرف سے نکالتے تھے یہاں صانع صانع صورت
کے سارے دکھ سمیٹ لے گا اسے وہ شانہ
بارے میں سوچ کر وہ سر ہوا اچھا اس کے ہاتھ کو
نار سائی و ناکی اور بد حالی حسد کرنے والے صرف
اٹ کو تھیں صانع صانع سمجھتے ہیں۔ اس
تخلص لڑکے کو وہ شانہ نے خود ٹھکرایا تھا زیاد کو
سے چھینا چلا تھا پر اپنی عزت کی گواہی تھی
ٹکا ہوں سے گرتی اب بھلاہ بھی سر ہوا ہو گئی
اپنی خود غرضی میں لاپتا نقصان کی فراہمی کر
تھی۔

بہت آہستہ آہستہ ان کی منزل قریب آتی جا رہی
صانع نے اپنے ہمسفر کی طرف دیکھ کر زیاد
آنکھیں کھول دیں تو وہ جینپ کی گاڑی میں کی گئی
پکڑی گئی تھی۔ زمین جستہ بہت دکھائی دے رہی
انہا ہاتھ کھول کر اس کی طرف پرستیا۔ چہرے
کے وہ چھایاں پھرا پھرا ہاتھ اس کے مضبوط ہاتھ میں
دیا۔ ایک ایسے ہی سفر میں زیاد اس سے ٹکرا گیا
سفر میں اور اس سفر میں زمین آسمان کا فرق تھا
پریشان نور وہ اس کے ہر لہر میں تھا۔ وہ
سے اپنی منزل آتی رہتے تھے کی طرف جا رہی تھی
راستہ میں اب کوئی خوف نہیں تھا۔